اور حضرت رقیہؓ ایمان لائیں تو ابولہب کی بیوی نے جس کا نام ام جمیل اور لقب حمالۃ الحطب تھا اپنے بیٹے کو طلاق دینے پر مجبور کیا اور کہا کہ رقیہؓ ہمارے خاندان کے دین سے پھرگئی ہے، چنانچہ عقبہ نے حضرت رقیہ کو طلاق دے دی اور حضرت عثمانؓ بن عفان نے ان سے نکاح کرلیا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ یہ نکاح زمانۂ جاہلیت میں ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت رقیہؓ کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی۔ حضرت رقیہؓ کی وفات عین اس روز ہوئی جب حضرت زید بن حارثؓ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خوش خبری سنانے کے لیے مدینے آئے۔ اس وقت حضرت عثمانؓ حضرت رقیہؓ کی تجہیز و تکفین کے انتظام میں مصروف تھے۔ حضرت رقیہؓ کی بیماری کے سبب حضرت عثمانؓ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوسکے تھے (لیکن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مالِ غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ بے شک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کی موت پر تعزیت کی اور فرمایا، الحمدللہ اور انھیں دفن کیا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں ایک ام کلثومؓ تھیں۔ حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ نے اُن سے نکاح کیا۔ اس سے قبل ان کا نکاح عقبہ کے بھائی عتبہ بن ابولہب سے ہوا تھا، چناں چہ جب **تبت یدا ابی لھب** نازل ہوئی تو ابولہب نے کہا، جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق نہیں دیتے میرا سر تمھارے دو سروں پر حرام ہے۔ چنانچہ ابولہب کے بیٹوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دی اور دونوں صاحبزادیوں کے ساتھ ہم نشینی نہیں کی۔ جس وقت عتبہ نے حضرت ام کلثومؓ سے علاحدگی اختیار کی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا میں نے آپ ﷺ کے دین سے انکار کیا اور آپ ﷺ کی صاحبزادی سے خود کو علاحدہ کرلیا نیز جھپٹا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ پھاڑ دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، خبردار! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو تم پر غالب کردے۔

(اس کے بعد) عتبہ بن ابولہب نے تجارت کی غرض سے قریش کے قافلے کے ساتھ شام کا سفر کیا۔ دورانِ سفر ملک شام میں ایک جگہ جسے ''زورا'' کہتے تھے پڑاؤ کیا۔ رات ہوچکی تھی۔ ایک شیر نے قافلے کے گرد چکر لگانا شروع کیا۔ عتبہ (اس صورت حال سے خوف زدہ ہوا اور) بولا۔ اس کی ماں ہلاک ہو۔ یہ شیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا سے گھس آیا ہے۔ پس ابن ابوکبیشہ کہاں ہے وہ مکے میں ہے اور میں ملک شام میں ہوں۔ ابولہب نے پکارا، اے گروہ قریش اس رات ہماری مدد کرو، مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا کا اندیشہ ہے (قریش نے کئی تدبیریں کیں) پہلے اونٹوں کو (قافلے کے آگے) جمع کیا پھر عتبہ کو ایک بلند جگہ پر سلا دیا اور اس کے گرد اپنے بستر جما کر سوگئے۔ روایت میں آیا ہے کہ جب حفاظت کرنے والے سوگئے اور عتبہ ان کے درمیان محوخواب تھا تو شیر آیا اور عتبہ کو تلاش کرلیا، اس کے سر کو اپنے جبڑوں میں دبا کر جسم سے علاحدہ کردیا۔

حضرت عثمانؓ سے حضرت ام کلثومؓ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی (لیکن) یہ روایت بھی ہے کہ اولاد ہوئی تھی لیکن زندہ

نہ رہی اور نہ حضرت عثمانؓ سے حضرت رقیہ کے ہاں کوئی اولاد ہوئی۔ حضرت ام کلثومؓ نے حضرت عثمانؓ کے گھر میں شعبان ۹ ہجری میں وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اگر میری ایک بیٹی اور ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمانؓ سے کرتا۔ محمد بن عبدالرحمٰنؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام کلثومؓ کی قبر پر تشریف فرما ہوئے، آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیا تم میں سے کوئی ام کلثومؓ کے اہل میں ایسا ہے جو رات کو ان سے جدا نہ ہوا ہو۔ ابوطلحہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہوں۔ فرمایا نیچے آؤ۔

تیرھواں شرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں اور پھوپیوں کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عبدالمطلب کی اولاد سے گیارہ چچا تھے۔ اُن میں سے ایک حارث تھے۔ ان کے نام کی بنا پر حضرت عبدالمطلب کی کنیت ابوحارث تھی یا غالباً اس وجہ سے کہ حارث سب سے بڑے بیٹے تھے۔ ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں سے ایک جماعت تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ ان بعضوں میں سے ایک ابوسفیانؓ بن حارث تھے جو فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ ابوسفیان غزوۂ حنین میں موجود تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا، ابو سفیانؓ جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور اپنے پیچھے کچھ نہ چھوڑا[۱] اُن میں ایک نوفل بن حارث تھے، جنھوں نے ہجرت کی اور خندق کے روز اسلام لائے۔ نوفل بن حارث صاحب اولاد تھے، ان میں ایک عبدالشّمس تھے جن کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا تھا۔ ان کی اولاد ملک شام میں آباد ہوئی۔

(عبدالمطلب کے بیٹوں میں) ایک قُثم تھا جس نے چھوٹی عمر میں وفات پائی۔ وہ حارث کے ماں جایے بھائی تھے ایک (چچا) زبیر تھے۔ ان کا شمار شرفائے قریش میں ہوتا تھا۔ ان کے فرزند عبداللہؓ بن زبیر تھے جو غزوہ حنین میں موجود تھے۔ ثابت قدم رہے اور جنگ میں بمقام اجنا دین شہید ہوئے۔ روایت ہے کہ عبداللہؓ بن زبیر میں سات بہادروں کے برابر طاقت تھی۔ بے شک انھوں نے کفار کو قتل کیا اور کافروں نے اُنھیں قتل کیا۔ صبناعہ بنت زبیر صحابیہ تھیں اور ام الحکم بنت زبیر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

ایک حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب تھے، جنھیں اسد اللہ اور اسد الرسول اللہ کا لقب ملا۔ حضرت حمزہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ وہ قدیم الاسلام تھے (یعنی ابتدا ہی میں اسلام لے آئے تھے) انھوں نے مدینۂ طیبہ ہجرت

---

[۱] مطبو نسخے کے صفحہ ۳۱۴ سطر ۱۰ میں یہ عبارت ہے، ''ولم یعقب ونوفل بن الحارث ہاجر واسلم''۔ غالباً یہاں ''لم'' سہو کتابت ہے جس سے مستنبط ہوتا ہے کہ ابوسفیانؓ نے کوئی اولاد نہ چھوڑی یا حارث بن عبد المطلب نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ دونوں باتیں ہی صحیح نہیں ہیں۔ یہاں غالباً مراد یہ ہے کہ ابوسفیانؓ نے اولاد چھوڑی۔ لم (نہیں) سہواً تحریر ہوگیا ہے۔ واللہ اعلم۔ مترجم نے مطبوعہ متن کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

فرمائی۔ جنگ بدر اور جنگ احد میں شریک ہوئے اور غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔

ان میں سے ایک ابو الفضل عباسؓ تھے۔ ان کا اسلام پختہ تھا اور انھوں نے (غزوۂ بدر کے بعد قبول اسلام کر کے) مدینے میں ہجرت فرمائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سن وسال میں بڑے تھے۔ ان کے ایک فرزند کا نام فضل تھا یہ سب بیٹوں سے بڑے تھے اور ان کے نام پر حضرت عباسؓ کی کنیت ابو الفضل تھی۔ عبداللہ، عبیداللہ اور قثم یہ تین بھی ان کے بیٹے تھے۔ سب کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن حضرت عباسؓ کو زمزم پلانے کی خدمت پر مامور کیا ان کی وفات مدینے میں حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں ۳۲ھ ہجری میں ہوئی۔ آخری عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔ یعنی نابینا ہو گئے تھے۔

ان میں ایک ابو طالب تھے جن کا نام عبد مناف تھا۔ وہ نبی علیہ السلام کے والد عبداللہ اور عاتکہ کے جنھوں نے واقعہ بدر خواب میں دیکھا تھا ماں جایے بھائی تھے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو تھا۔ ابو طالب نے حالتِ کفر میں انتقال کیا عقیل، جعفر اور علی رضی اللہ عنہم اور ام ہانی ابو طالب کی اولاد تھے اور صحبت سے مشرف ہوئے۔ ام ہانی کا نام فاختہ تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہند تھا۔ ایک جماعت نے ان کی اولاد کا ذکر کیا ہے۔

اس طرح (ایک چچا) ابولہب تھا۔ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ خوبصورت ہونے کی وجہ سے (عبدالمطلب نے) اس کی کنیت ابولہب[۱] رکھی۔ عتبہ اور معتب اس کے فرزند تھے۔ معتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں تھے اور انھیں حصہ دیا۔ ان کے لیے صحبت کا شرف بھی ہے۔ عتبہ کو زورا کے مقام پر جو شام میں ہے شیر نے مار دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کفر کے سبب دعا کی تھی۔

ان میں سے ایک عبدالکعبہ ہے جس کا نام مغیرہ تھا۔

ان میں سے ایک[۲] حرار تھا جو حضرت عباسؓ کا ماں جایا بھائی تھا۔ ماں کا نام عراق تھا[۳] یہ نام اس لیے رکھا گیا تھا کہ وہ قوم قریش میں غیرت مند تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپیاں تھیں

اُن میں سے ایک صفیہ بنت عبدالمطلب تھیں۔ وہ اسلام لائیں اور انھوں نے ہجرت کی تھی۔ وہ حضرت زبیر بن عوام کی والدہ تھیں اور انھوں نے مدینۂ طیبہ میں بعہد خلافت حضرت عمرؓ بن خطاب وفات پائی۔ وہ حضرت حمزہؓ کی ماں جائی

---

[۱] مطبوعہ نسخے کے صفحے ۳۱۵ پر ''کناہ ابو ملک لحسن وجھہ'' نقل کیا گیا ہے۔ ''ابو ملک'' سہو کتابت ہے۔

[۲] اس کا نام اضرار بھی ہے۔ المعارف تصنیف ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ۔ کراچی ۱۳۹۱ھ ص ۵۱ تا ۵۶۔

[۳] اس کا نام نتیلہ بھی ہے۔ ایضاً۔

بہن تھیں۔

اُن میں ایک عاتکہ تھیں۔ کہا گیا ہے کہ وہ اسلام لائی تھیں اور انھوں نے واقعۂ بدر خواب میں دیکھا تھا ان کا نکاح ابی امیہ سے ہوا تھا۔ اس نکاح سے عبداللہ پیدا ہوئے جو اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوئے۔

ان میں افریستہ الکبریٰ[1] اری تھیں۔ ان کا نکاح عمر بن وہب سے ہوا۔ ان سے ایک فرزند عمرو پیدا ہوئے یہ سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں میں سے تھے اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ یہ بمقام اجنادین شہید ہوئے۔ ان میں سے آمنہ[2] بنت عبدالمطلب تھیں، جن کا نکاح جحش سے ہوا تھا، اُن سے عبداللہؓ پیدا ہوئے جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ لیکن احمد الاعمیٰ شاعر تھا اور اس کا نام عبداللہ تھا۔[3] اور (جحش کی بیٹی) زینبؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ ان سب کو شرف صحبت حاصل ہوا۔ عبیداللہ بن جحش اسلام لائے تھے پھر عیسائی ہوگئے اور سرزمین حبش میں کفر کی حالت میں وفات پائی[4]

ان میں سے ایک بُرّہ تھیں جن کا نکاح اسد بن ہلال سے ہوا تھا۔ ان سے ابوسلمہ جن کا نام عبداللہ تھا پیدا ہوئے۔ ابو سلمہ عبداللہ کا نکاح حضرت ام سلمہؓ سے ہوا تھا۔ اس کے بعد حضرت ام سلمہؓ کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔

برّہ سے عبدالاسد ابو رہم بن العربی نے نکاح کیا، ان سے ابوشر بن ابی رہم پیدا ہوئے۔

ان میں سے ایک ام حلیمہ تھیں، ان کا نام رضا تھا[5] ان کا نکاح کریز بن ربیعہ سے ہوا تھا۔ کریز بن ربیعہ سے اروٰی پیدا ہوئیں جو حضرت عثمانؓ بن عفان کی والدہ تھیں۔

---

[1] ان کا نام اروٰی بھی ہے ایضاً۔

[2] ان کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بھی منقول ہوا ہے۔ (ایضاً)

[3] مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۳۱۶ پر یہ عبارت ہے:

کانت عند جحش ولدت لہ عبداللہ قتل باحد شہیدا واما احمد لاحمیٰ (اعمیٰ) واسمہ عبداللہ

(ان کا نکاح جحش سے ہوا تھا، ان سے عبداللہؓ پیدا ہوئے جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے لیکن احمد الاعمیٰ شاعر تھا اور اس کا نام عبداللہ تھا۔)

آخری جملے کا مفہوم واضح نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ بہر حال اصل متن کے مطابق ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

[4] اگرچہ آمنہ بنت عبدالمطلب سے متعلق یہ بیان انتہائی مختصر ہے لیکن اختصار کے باوجود ساری عبارت مبہم ہے یہ بات قطعی واضح نہیں ہوتی کہ آمنہ بنت عبدالمطلب کے کتنے لڑکے لڑکیاں تھیں۔ عربی عبارت کے فارسی ترجمے کی رو سے آمنہ بنت عبدالمطلب کے ذکر میں تین عبداللہ کا ذکر ہے۔ عبداللہ شہیدؓ۔ عبداللہ احمد الاحمیٰ (اعمیٰ) عبداللہ جو عیسائی ہوگئے تھے۔ مترجم نے ان کا نام عربی عبارتوں کے مطابق ''عبیداللہ'' تحریر کیا ہے۔ بہر حال اصل متن کی تدوین اور تصحیح نہ ہونے کی باعث مترجم کے لیے غیر معمولی مشکلات پیدا ہوجاتی ہیں۔ اہل نظر اگر کہیں نقص ملاحظہ فرمائیں تو مطلع فرما کر مترجم کو ممنون فرمائیں)۔

[5] ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے ''المعارف'' میں ان کا نام ام الحکیم بیضا، تحریر کیا ہے ص ۵۱ تا ۵۶۔

چودھواں شرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں، خادموں، آزاد خدمت گزاروں، قاصدوں، کاتبوں اور رفیقوں کا ذکر

مردوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکتیس ۳۱ خادم تھے (تفصیل یہ ہے) ان میں ایک زید بن حارث بن اسامہ بن زید تھے۔

ثوبان تھے جو آپ ﷺ کے دادا کی اولاد تھے۔ ☆

ابو کبشہ تھے جو مکے کے باسی تھے۔ ان کے والد قیدی تھے، چناں چہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔

ان میں سے ایک رباح اسود بن ابوشقران تھے۔ ابوشقران کا نام صالح تھا۔ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے والد یسار کے وارث ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض غزوات میں پہنچے تھے (شریک تھے)۔

ان میں سے ایک ابو رافع تھے۔ ان کا نام اسلم تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ان کا نام ابراہیم تھا۔

ان میں سے ایک قبیلۂ مزنیہ کے ابوموہب تھے، جنھیں آپ ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

ان میں سے ایک فضالہ تھے، جو ملک شام میں منتقل ہوگئے تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی ان میں رافع ہیں جو سعید بن عاص کے غلام تھے، پھر ان کے بیٹے کے وارث ہوئے چنانچہ انھوں نے بعض کو معاف کر دیا اور بعض کو قید رکھا۔ اس کے بعد رافع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر امداد کے طالب ہوئے چنانچہ انھیں معاف فرما دیا۔ (اسی بنا پر رافع) کہتے تھے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں مدعم بھی انھی میں سے ایک ہیں۔

کرکرہ وہ غلام ہیں جنھیں مقوقس بادشاہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ آپ نے عبید اور طہمان کو مقوقس سے پایا۔ ابو واقد ہشام کو قید سے چھڑایا ان میں ابوضمیر حسین اور ابوعبیدہ بھی ہیں۔ سفینہ ابو ہند ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، ابو ہند سے نکاح کرو اور اس سے نکاح کرو۔ نبی علیہ السلام نے انھیں خریدا تھا۔

ان میں ایک قبیلۂ منرنیہ کے مصرفہ ہیں۔ آپ ﷺ نے انھیں آزاد کر دیا تھا۔

ان میں ایک ابولبابہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پھوپھیوں کے غلام تھے۔ حضور علیہ السلام نے انھیں ہبہ کر دیا تھا پھر آزاد کر دیا۔

ان میں ایک رویفع ہیں جن کا تعلق نبی ہوازن سے تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر دیا تھا۔

یہ بات تحقیق سے کہی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس غلام اور نو کنیزیں تھیں۔ ام سلمیٰؓ، ام رافعؓ، برکہؓ، ام ایمنؓ، ماریہؓ، ریحانہؓ، میمونہؓ، حضریہؓ اور رضویہؓ۔

☆ آپ کا پورا نام ثوبان بن بجدومہ ہے اور آپ کے نسب کے بارے میں کتب الانساب و تواریخ میں کوئی صراحت نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۸۷۲۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ آزاد خادم تھے۔ ایمن اور ہند نام کے دو فرد حارث کے بیٹے تھے۔ (ان کے علاوہ) ربیعہ بن کعب الاسلمیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ عتبہؓ بن عامر جہنی، بلالؓ بن رباح موذن اور سعدؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے غلام۔ ذوالمخار و برادر نجاشی، بکر بنؓ سراح اور کہا گیا ہے کہ ابو ذر الغفاری بھی خدمت گزار تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدوں کا ذکر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حضرات کو بطور قاصد وسفیر دوسرے ملکوں میں بھیجا وہ گیارہ ہیں۔ عمر بن امیہ، دحیہ بن خلیفۃ الکلبی، عبداللہ بن حذافہ الاسلمی، خاطر بن ملیہ اللخمی، عمرو بن العاص، سابطہ بن عمرو عامری، شجاع بن وہب الاسدی (رضی اللہ عنہم) یہ مہاجرین میں سے تھے۔ دوسروں میں ابو مسعود مخزومیؓ، القادر الحضرمیؓ اور ابو موسی اشعریؓ متعبد تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے والوں کا ذکر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب (وحی اور خطوط لکھنے والے) تیرہ حضرات تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، عمرؓ بن الخطاب، عثمانؓ بن عفان، علیؓ بن ابی طالب، عامرؓ بن فہرہ، عبداللہ بن ارقم، ابیؓ بن کعب، ثابت بن قیس، خالد بنؓ سعید، حنظلہؓ بن ربیع، زیدؓ بن ثابت، معاویہؓ بن سفیان اور شرجیلؓ بن حسنہ۔ ان میں معاویہؓ اور زید بنؓ ثابت کو لازمی اور خصوصی اہمیت حاصل تھی۔
بارہ عمدہ اوصاف کے حامل رفیق تھے۔ ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ، حمزہؓ، جعفرؓ، ابو ذرؓ، مقدادؓ، سلمانؓ (فارسی) حذیفہؓ، ابن مسعودؓ، عمار بن یاسر اور بلالؓ۔ حضرت علیؓ، زبیرؓ، محمد بن سلمہؓ، عاصمؓ بن افلح اور مقدادؓ گردنیں مارنے والوں میں سے تھے۔

پندرھواں شرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے جانوروں اور مویشیوں کا ذکر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دس گھوڑے تھے۔ سب سے پہلے شکیب نام کا گھوڑا آپ ﷺ کی ملکیت میں آیا۔ آپ ﷺ نے اس پر سوار ہو کر جنگیں لڑیں۔ دوسرا مرتجز، تیسرا زان، چوتھا تحیف، پانچواں طرب، چھٹا ورد، ساتواں فرفر، آٹھواں تلاوح، نواں سجہ اور دسواں تمر دتھا۔[1]

---

[1] یہاں مترجم اعلام (خاص نام) سے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ اسے ترجمے کے لیے ۱۲۹۸ھ کے دہلی ایڈیشن کی فوٹو کاپی فراہم کی گئی ہے۔ اس میں جہاں تک اعلام کا تعلق ہے اکثر نام سہو کتابت کے باعث صحیح نقل نہیں ہوئے۔ مثلاً مطبوعہ نسخے کے اسی صفحہ ۳۱۸ کی پہلی سطر میں حضرت معاویہؓ کا نام ''معویۃ'' نقل ہوا ہے۔ مترجم نے تمام اعلام لطائف اشرفی کی فوٹو کاپی کے مطابق تحریر کیے ہیں جب کہ تاریخ کی مدونہ مطبوعات میں مختلف اعلام ہیں۔ اگر کوئی صاحب علم اردو ترجمے کے ناموں کو کتب تاریخ کے ناموں سے مختلف ملاحظہ فرمائیں تو احقر مترجم کو معذور خیال فرمائیں۔ مترجم نے جہاں ضرورت محسوس کی ہے وضاحت بھی پیش کردی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خچر تھا جسے دلدل کہتے تھے، دوسرے کو فضہ کہتے تھے ایک اور خچر بھی تھا جسے ابلینہ کہتے تھے۔ ایک درازگوش تھا جس کا نام یعقور تھا اور اسی کو عقیر بھی کہتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مویشیوں کے ذکر میں منقول ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک گائے تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرمایہ حاصل فرماتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس اونٹ اور اونٹیاں تھیں کہ اُن سے ہر رات دو بڑی بستیاں ان کی اولاد سے بھر جاتیں۔ ان میں الفلح ایال دار، السمر ا، القریش، العسدیہ،النقوم، السیر ہ، الرویا، البردہ، المریہ اور القصوٰی تھی۔ القصوٰی، حضرت ابوبکرؓ نے نبی قیشر سے آٹھ سو درہم میں خریدی تھی یہ وہی اونٹنی تھی جس پر سوار ہوکر ہجرت فرمائی تھی۔ ربا عیہ تھی جس پر آپ ﷺ سوار تھے تو وحی نازل ہوئی تھی اور یہ عضبا اور جدعا کے علاوہ تھی۔ اگرچہ یہ بات آئی ☆ مگر اس میں مسلمانوں پر دلیل نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں سے یہ ہے کہ وہ جس چیز کو دنیا سے اٹھانا چاہتا ہے اسے کم حیثیت کر دیتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ عضبا کا نام مسوفہ بھی تھا اور یہ قصویٰ کے علاوہ تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو بکریاں تھیں۔ سات بکریاں فقراء کے لیے وقف تھیں جن کا دودھ وہ پیتے تھے۔ ایک بکری آپ ﷺ کے دودھ پینے کے لیے مخصوص تھی، اسے عیش کہتے تھے۔ ایک سفید رنگ کا مرغ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔

سولھواں شرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بیان

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف تریسٹھ ۶۳ سال ہوئی اور ایک دوسری روایت میں ہے پینسٹھ ۶۵ سال کی ہوئی لیکن صحیح ترین روایت پہلی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعمر تریسٹھ سال بارہ ربیع الاوّل کو پیر کے دن وفات پائی اور بدھ کو رات میں سپرد خاک کئے گئے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ منگل کے دن سپرد خاک کئے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی مدت بارہ روز تھی۔ ایک دوسری روایت ہے کہ بیماری کی مدت چودہ دن تھی۔ بیماری سر کا درد تھی۔ روایتوں میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سورہ اِذَا جَآءَ نَصرُ اللّٰہِ[1] نازل ہونے کے بعد شروع ہوا۔ اپنی موت کی خبر دینے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے روز باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کو کپڑے سے جکڑ کر عمامہ باندھا ہوا تھا۔ پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت بلالؓ کو طلب فرما کر حکم

---

[1] پارہ ۔۳۰، سورہ النصر۔ آیات ۱ تا ۳۔ (ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور (اس کی) فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو دیکھ لیں کہ وہ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی تسبیح فرمائیں اس کی حمد کے ساتھ اور اس سے بخشش مانگیں، بے شک وہ بے حد رجوع برحمت ہونے والا ہے)۔

☆ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مویشیوں کی تعداد اور ان کے نام۔

دیا، اعلان کردو کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کے لیے جمع ہوجائیں، بے شک یہ آخری وصیت ہے۔ چناں چہ حضرت بلالؓ نے بہ آواز بلند اعلان کیا (مدینے کے) چھوٹے بڑے سب لوگ جمع ہوگئے۔ انھوں نے اپنے گھروں کے دروازے کھلے چھوڑ دیے اور بازاروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا، حتیٰ کہ مسجد میں آنے والوں کی وجہ سے جگہ تنگ ہوگئی۔ اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے، لوگوں کو جگہ دو، لوگوں کو جگہ دو۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا۔ یہ خطبہ بلاغت سے معمور اور طویل تھا۔ خطبے کے بعد آپ اپنے حجرۂ شریف میں چلے گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کا مرض شدید تر ہوتا چلا گیا اور آپ ﷺ خطبہ دینے کے لیے باہر تشریف نہیں لائے۔

بعد ازاں جب موت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ کے قریب پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا تھا۔ آپ اپنا دست مبارک اس میں ڈالتے پھر اپنے چہرۂ مبارک پر اسے پھیرتے۔ اس کے بعد فرماتے یا الٰہی مجھ پر موت کی سختی آسان فرما، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو (یہ خبر) سن کر لوگوں کا ہجوم ہوگیا[2] بعض صحابہؓ (کو یقین نہ آتا تھا اور انھوں) نے آپ ﷺ کے وفات پانے کا انکار کردیا، ان میں حضرت عمرؓ تھے۔ بعض تین روز تک گم سم رہے اور زبان تک نہ ہلائی، ان میں حضرت عثمانؓ تھے۔ بعض ہلے تک نہیں جم کر بیٹھ رہے، ان میں حضرت علیؓ تھے۔ ان میں حضرت عباسؓ اور حضرت ابو بکرؓ مستقل مزاج رہے۔

اس کے بعد لوگوں نے حجرے کے دروازے سے آواز سنی، آپ کو غسل نہ دو بے شک آپ پاک اور پاکیزہ ہیں۔ اس کے بعد لوگوں نے پھر ایک آواز سنی کہ آپ ﷺ کو غسل دیں۔ بے شک وہ شیطان تھا اور میں خضر ہوں (جو غسل دینے کے لیے کہہ رہا ہوں)۔ پھر خضر نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تعزیت کی اور فرمایا کہ بارگاہ الٰہی میں ہر مصیبت کی تعزیت ہے۔ تمام خلفائے الٰہی ہلاک ہونے کے لیے ہیں اور جو شے نہ پائی جاسکے اسی سے یافت ہوتی ہے پس تم خدا سے ڈرو اور اسی کی طرف رجوع کرو۔ درحقیقت وہی شخص مصیبت زدہ ہوتا ہے جو ثواب سے محروم ہوتا ہے۔ چناچہ صحابہؓ نے (خضر کی اس نصیحت کے بعد) کوئی اختلاف نہیں کیا۔

صحابہؓ آپس میں کہنے لگے، ہمیں معلوم نہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کرکے غسل دیں جیسے کہ ہر میت کو غسل دیتے ہیں یا لباس مبارک کے ساتھ غسل دیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کردی اور ان میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہ رہا جس کی ڈاڑھی اس کے سینے سے نہ لگ گئی ہو، (سب کو نیند آ گئی) سو ایک کہنے والے نے کہا، ہم نہیں جانتے کہ وہ

---

[1] اس جملے کے بعد عربی کی یہ عبارت ہے:

السر مدوسجی صلی اللہ علیہ وسلم سرد حرقتل ان الملائکۃ سبحۃ

(مطبوعہ نسخہ ص ۳۱۹۔ سطر ۹۔۱۰)

اس کا فارسی ترجمہ بھی نقل نہیں کیا گیا۔ لہذا اس کا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے رسول ﷺ نے پردہ فرمایا اور بے شک ملائکہ وہاں تسبیح کرنے آئے۔

کون تھے (جنھوں نے کہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے کے ساتھ غسل دو۔ (غسل دینے والے) آپ ﷺ کو حرکت نہیں دیتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضا خود بخود حرکت فرماتے تھے۔ بے شک ان کے ساتھ ہوا کی مانند (نظر نہ آنے والی ایسی ہستی) تھی جو ان سے کہتی تھی، پانی ڈالو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ اپنے لیے کافی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے والوں میں علیؓ ابن ابی طالب، آپ ﷺ کے چچا عباسؓ اور ان کے بیٹے فضل اور قثم نیز اسامہ بن زید اور آپؐ کے غلام شقران شامل تھے۔ ان میں اوس بن خولی انصاری بھی موجود تھے۔ جب آپ ﷺ کے شکم مبارک کو ملا گیا تو کوئی چیز خارج نہیں ہوئی، اس پر حضرت علیؓ نے کہا، آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو بے شک آپؐ پاک و پاکیزہ ہیں، حالت حیات میں بھی اور حالتِ وفات میں بھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے مبارک لباسوں میں سے ایک سفید لباس میں کفنایا گیا۔ اس کفن میں قمیص اور عمامہ شامل نہ تھے بلکہ بغیر سلی ہوئی چادریں تھیں جن میں مشک سے مرکب خوشبو لگائی ہوئی تھی۔

اس کے بعد مسلمانوں نے گروہ در گروہ بغیر کسی امام کے کے نماز جنازہ پڑھی۔ مدینۂ طیبہ کے قرب وجوار کے لوگ آتے اور نماز جنازہ ادا کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے نیچے ایک دھاری دار کمبل بچھایا گیا تھا۔ پھر آپ ﷺ کی قبر مبارک میں شقرانؓ، عباسؓ، علیؓ اور حضرت عباسؓ کے بیٹے فضلؓ اور قثمؓ اترے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مصلے میں دفن کیا۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اسی مقام پر بنی جہاں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی، آپ ﷺ کے بستر مبارک کے گرد کھود کر بغلی قبر بنائی گئی تھی۔ آپ ﷺ کے قبر مبارک پر کچی اینٹیں رکھی گئی تھیں اور مقام قبر حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا۔ پھر اسی حجرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم دفن کیے گئے۔

حضور سرور عالم محمد ﷺ، آپ ﷺ کی آل اور آپ ﷺ کے اصحاب پر رحمت کاملہ ہو۔

سترھواں شرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلح اور لباس کا ذکر۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار نیزے تھے جو بنی قنیقاع کے ہتھیاروں میں سے آپ ﷺ کو حاصل ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کو ''مسی'' کہتے تھے۔ یہ ایک چھوٹا نیزہ تھا جو بڑے نیزوں سے تھوڑا سا چھوٹا تھا۔ آپ کے پاس ایک چوگان تھا اور زرہ تھی جسے عرجون کہتے تھے۔ ایک کوڑا تھا جس کا نام ''ممسوق'' رکھا تھا۔ چار کمانیں تھیں جو شوحط اور نبع (درختوں کی قسمیں) سے بنائی گئی تھیں۔ ایک کمان کا نام ''کثوم'' تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ترکش، ایک ڈھال اور نو تلواریں تھیں، ان میں سے ایک تلوار کا نام ''ذو الفقار'' تھا، جو آپ ﷺ کو جنگ بدر میں حاصل ہوئی تھی۔ یہ وہی تلوار ہے جس سے متعلق آپ ﷺ نے خواب دیکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ملاحظہ فرمایا تھا کہ میری تلوار میں دندانے پڑ گئے ہیں، پس اس خواب کی تعبیر یہ تھی کہ جنگ احد میں مسلمانوں کو عارضی شکست ہوئی۔

اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو[1] حجار السلمی سے تین تلواریں حاصل ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ کو بنی قینقاع سے جو اسلحہ حاصل ہوا تھا، ان میں ایک تلوار کا نام سیار، ایک کا خفف اور ایک نام مخذم تھا۔ ایک اور تلوار تھی جسے ''رسوت'' کہتے تھے۔ ایک تلوار وہ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد کے ورثے میں ملی تھی جسے قضیب کہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو زرہیں تھیں ایک ''ذات الفضول'' اور دوسری ''فضہ'' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہ تھی اور یہ وہی زرہ تھی جسے پہن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے قیام پر نصب کرنے کے لیے ایک پرچم تھا، اسے ''عقاب'' کہا گیا ہے۔ پرچم کا کپڑا کبھی سفید اور کبھی دوسرے رنگ کا ہوتا۔ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو۔

لباس[2] اور آثار کا ذکر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے دن چھوڑا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یمنی چادر اور غمانی لنگی تھی۔ دو صحاری جامے اور صحاری سحولی کرتے تھے۔ یمنی جبہ اور کرتہ تھا۔ سفید و سیاہ کمبل تھا۔ چھوٹی ٹوپی تھی۔ سر پر گھنگھریالے بال تھے۔ لنگی کی لمبائی پانچ ہاتھ ہوتی تھی۔ چادر زرد رنگ کی تھی۔ آپ ﷺ کے پاس آئینہ دان اور شانہ (کنگھی) دان بھی تھا۔ کہا گیا ہے سرمہ دان، قینچی اور مسواک آپ کے پاس تھی۔ آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ ایک کٹا ہوا پیالہ تھا۔ صحابہؓ کا بیان ہے کہ ایک پتھر کا طشت اور شیشے کا پیالہ تھا۔ تانبے کے خول کا نیام تھا چار خاص وزن کے کاسے تھے جن میں صدقۂ فطر ڈال کر عطا فرماتے تھے۔ ایک تخت اور رات کو اوڑھنے کا کمبل تھا۔ چاندی کی ایک انگشتری تھی جس پر ''محمد رسول اللہ'' (صلی اللہ علیہ

---

[1] مطبوعہ متن صفحہ ۳۲۱ پر یہ عبارت ہے، ''وکان قبله ثلثه بن الحجار السمی'' احقر مترجم کا قیاس ہے کہ بن من اور السمی السلمی ہے۔ اسی قیاس کے مطابق اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ اصل متن میں اس جملے کا فارسی ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اپنے قیاس کی تصدیق کے لیے سردست احقر مترجم کے پاس سیر و مغازی کی کتابیں دستیاب نہیں ہیں۔ اس لیے ترجمے کو قیاسی خیال فرمایا جائے۔

[2] لباس و ترکہ کے ضمن میں چند الفاظ منقول ہوئے ہیں جو مترجم کو عربی اور فارسی لغات میں نہیں ملے انھیں ترجمے میں اسی املا کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

غمانی۔ سطر ۱۔ ص ۳۲۲۔

صحاری۔ ایضاً

سحولی۔ ایضاً

معل۔ سطر ۴ ص ۳۲۲۔ مترجم نے نعل قیاس کیا ہے جس کے ایک معنی نیام کے بھی ہیں۔ اگر ترجمہ جوتا کیا جائے تو ''روی'' یعنی تانبے کی وجہ سے دقت پیدا ہوگئی، کیوں کہ از روئے عبارت یہ جو شے بھی تھی، اس میں تانبا شامل تھا۔ اصل عبارت یوں ہے:

''وطغارہ سنگین وقدح از زجاج ومعل از روی''

اس کا مفہوم وہی ہوسکتا ہے جو احقر مترجم نے تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

وسلم) کندہ تھا۔ ایک روایت ہے کہ لوہے کی انگوٹھی تھی جس کو چاندی سے ملمع کیا تھا۔ اسے نجاشی نے آپ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ موزے سادہ ہوتے تھے۔ سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔ سیاہ عمامہ تھا جسے سحاب کہتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو پہناتے تھے۔ شعر:

فربما طلع علی فیھا

فیقول اتاکم علی فی السحاب

ترجمہ: کبھی کبھی علیؓ اس (عمامے) میں نکلتے تھے سو لوگ کہتے کہ علیؓ بادل میں چمکے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو جوڑے کپڑے کے تھے۔ ایک خاص جمعے کے روز اور دوسرا عام دنوں میں زیب تن فرماتے۔ ایک رومال تھا کہ اس سے وضو کے بعد چہرۂ مبارک خشک فرماتے یا جب کبھی مسح فرماتے تو چادر کا کنارہ چہرۂ مبارک پر پھیر لیتے۔

امام حسنؓ اور حسینؓ کی اولاد کا ذکر اور ان میں سے بعض کے سلسلۂ نسب کا بیان

جاننا چاہیے کہ مشہور قول کے مطابق حضرت امیر المومنین علیؓ کے چھتیس بیٹے بیٹیاں تھیں۔ اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں۔ شیخ شرف الدین نسّاب نے کہا ہے کہ حضرت علیؓ کے انیس بیٹے تھے، جن میں سے چھ بیٹوں نے ان کی حیات میں وفات پائی۔ وہ محسن، یحییٰ، عبداللہ اور تین دوسرے بیٹے تھے۔ تیرہ بیٹے امیر المومنین کے بعد باقی رہے۔

(۱) حسن، (۲) حسین، (۳) محمد حنفیہ، (۴) ابوبکر، (۵) عمر، (۶) عباس، (۷) عثمان، (۸) عون، (۹) جعفر، اور (۱۰) عبداللہ۔ چھ فرزندوں نے کربلا میں شربت شہادت نوش کیا۔ ابوبکر جن کا نام محمد اصغر (۱) تھا، (۲) عثمان، (۳) عون، (۴) جعفر، (۵) عبداللہ اور (۶) عباس اور دوسرے قول کے مطابق عمر بن علی بھی اس جنگ میں شریک تھے اور شہادت سے مشرف ہوئے۔ ان کے پانچ بیٹے باقی رہے۔

(۱) حسن، (۲) حسین، (۳) محمد اکبر، (۴) محمد حنفیہ کہے جاتے ہیں (۵) عباس شہید اور (۶) عمر اطراف۔

یہاں سبطین سیّدین (امام حسن اور امام حسین) کی مشہور اولاد میں سے ایک جماعت کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دونوں جدوں پر سلام ہو۔ میں بطور اجمال دو شجروں کا ذکر کرتا ہوں۔

شجرۂ اوّل سبط شہید ابو بذلہ محمد حسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد۔ یہ حضرت امیرؓ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ ان کی سولہ اولاد تھیں جن میں گیارہ صاحبزادے تھے۔ (۱) زید، (۲) حسن مثنیٰ (۳) حسین (۴)، طلحہٰ، (۵) اسمٰعیل، (۶) عبداللہ، (۷) حمزہ، (۸) یعقوب، (۹)، عبدالرحمٰن، (۱۰) عمر، اور (۱۱) قاسم۔ ان میں عبداللہ اور قاسم اپنے بزرگوار چچا

کے ساتھ شہید ہوئے اور دارالقرار تشریف لے گئے۔

ان کے پیچھے (امام حسنؓ کے پیچھے) چار صاحبزادے باقی رہے۔ (۱) زید، (۲) حسن مثنیٰ، (۳) حسین اثرم اور (۴) عمر لیکن حسین اور عمر کی اولاد جلد ہی رخصت ہوئی اور اُن کی اولاد کا کوئی فرد باقی نہیں رہا۔ امام حسن بن علیؓ کے دو صاحبزادوں یعنی زید اور حسن مثنیٰ سے سادات حسنی کو کثرت حاصل ہوئی اور ان کا اختیار و اقتدار آفتابِ نصف النہار کی مثل مشتہر ہوا۔ ان اوراق میں ان دونوں بزرگوں کی نسل سے ان اکابر کا جو دنیا میں معزز ہوئے اور جن کا ذکر مشہور ماہرین انساب نے کیا ہے، ہم بھی علاحدہ علاحدہ شعبوں میں بطور اختصار ان کا ذکر کرتے ہیں۔

شعبۂ اوّل۔ حضرت زید بن حسنؓ کا ذکر

زید بن حسن کی اولاد میں، جن کی کنیت ابوالحسن تھی، ان کے فرزند حسن بن زید ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ جعفر دوانقی کے زمانے میں انھیں امارت ملی انھوں نے اپنے پیچھے سات بیٹے چھوڑے۔ ان کے نام ابو محمد قاسم، ابوالحسن علی، ابو طاہر زید، ابو اسحٰق ابراہیم، ابو زید عبداللہ، ابوالحسن اسحٰق اور ابو محمد اسمٰعیل تھے۔ ان میں چار بیٹوں کی اولادیں کم اور تین کی بہت زیادہ ہیں۔ جن کی اولادیں کم تھیں ان میں ایک اسحٰق ہیں۔ ان کی نسل سے خطیبوں کے خاندان ہیں دوسرے زید ہیں جن کی نسل سے ابو طاہر ہیں۔ اس باب میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہے۔ تیسرے عبداللہ تھے جن کی اولاد بھی کم ہے۔ چوتھے ابراہیم تھے جن کی اولاد بے وطن ہوکر، آرمینیا، نصیبین اور بلاد حبش میں چلی گئی۔

جن کی اولاد بہت زیادہ ہے ان میں ایک اسمٰعیل ہیں، جن کو داعی الکبیر اور داعی اوّل بھی کہتے ہیں۔ ان کی نسل کے افراد مدتوں طبرستان کے بادشاہ ہوئے۔ ان کے قبیلے بہت زیادہ ہیں۔ دوسرے علی تھے جنھیں امام عبدالعظیم کہا جاتا ہے۔ وہ رے کے نواح میں مسجد الشجرہ میں دفن کیے گئے۔ ان کا مزار جو مخلوق کا حاجت روا ہے، ان کے فرزندوں کی تحویل میں ہے۔ بعض سادات حسنی جورے اور سمنان کی حدود میں آباد ہیں انھی کی نسل سے ہیں۔ ان کے مکانات اور ددھیالی رشتے دار حد سے زیادہ ہیں۔ تیسرے محمد قاسم تھے۔ یہ قطعی واضح ہے کہ عبدالرحمٰن سنجری اور محمد ان کی اولاد میں سے ہیں، لیکن بطحانیان کثرت سے ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ سید موید ابوالحسن احمد اور ان کے بھائی سید ناطق بطحانیوں سے باہر ہیں اور رای الخلیل جو اس علاقے کے بادشاہ اور زیدیہ کے پیشواؤں میں سے تھے وہ بھی عبدالرحمٰن کی نسل سے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن سنجری تھے، بطحانی نہیں تھے۔ طبرستان میں دراز گیسو سادات ہیں وہ عبدالرحمٰن کی اولاد ہیں۔ بے شک اہل سنجر بھی عظیم جماعت ہیں۔ محمد عالم، حسن زریں کمر اور ابو محمد بابا بکر بھی محمد سنجری کی نسل سے ہیں۔ بنو شکر اور بنو ادہم بھی اسی قبیل کے ہیں۔ ابوالحسن احمد جو حسن بن زید داعی الکبیر کے داماد تھے، علی سنجری کی اولاد میں سے تھے اور داعی الصغیر بھی انھیں میں سے

تھے۔

شعبۂ دوم۔ حسن مثنیٰ کی اولاد کا ذکر

حسن مثنیٰ کی اولاد پانچ صاحبزادوں سے آگے چلی۔ حسن مثنیٰ کو ابو محمد بھی کہتے تھے۔ وہ بے حد حسین اور عظیم شخص تھے۔ ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اپنے چچا کی دختر سے نکاح کریں۔ حضرت امام حسین کی دو چھوٹی صاحبزادیاں تھیں ایک فاطمہ اور دوسری سکینہ۔ حسن مثنیٰ نے اپنی خواہش پیش کی۔ حضرت حسین نے فرمایا، اے بھتیجے! ان دولڑکیوں میں سے ایک کو اختیار کرلو جس مثنیٰ نے شرم کے باعث سر جھکا لیا اور خاموش کھڑے رہے۔ حضرت حسین نے فرمایا، اے بھتیجے! میں نے تمھارے لیے فاطمہ کو اختیار کیا ہے جو میری امی فاطمہؓ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہیں، چنانچہ اپنی بیٹی فاطمہ کو حسن مثنیٰ کے نکاح میں دے دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فاطمہ بنت حسینؓ سے حسن مثنیٰ کو تین فرزند عطا فرمائے۔ ایک عبداللہ محض دوسرے ابراہیم عمر اور تیسرے حسن مثلث۔ یہ تینوں حضرات تمام سادات پر فخر کرتے تھے کہ ہماری والدہ امام حسین کی صاحب زادی ہیں۔

حسن مثنیٰ کے دولڑکے اور تھے۔ ایک داؤد اور دوسرے جعفر۔ ان کی ماں رومی کنیز تھیں۔ ابوسلیمان داؤد بن حسن کو منصور دوانقی نے قید خانے میں ڈال دیا۔ ان کی والدہ نے امام جعفر صادقؓ سے اپنے بیٹے کی رہائی کی درخواست کی۔ امام نے انھیں ایک دعا تلقین کی کہ اسے استفتاح (مدد چاہنے) کے روز پڑھنا، آپ کا فرزند قید سے رہا ہوجائے گا، چناں چہ داؤد کی والدہ نے وہ دعا مذکورہ دن میں پڑھی۔ ان کے بیٹے کو رہائی مل گئی اب بھی اکثر لوگ استفتاح کے دن یہ دعا پڑھتے ہیں، اسے ''دعائے ام داؤد'' کہتے ہیں۔

داؤد کی اولاد ان کے بیٹے سلیمان سے پھیلی۔ مصر میں تغلیب اور نصیبین کے رؤسا نیز آل طٰہٰ و یاسین کے سید زادے یہ سب سلیمان کی نسل سے ہیں۔

ابوالحسن جعفر بن حسن (مثنیٰ) مشہور بزرگ تھے۔ سادات سلیقی محمد ابن سلیق کی نسل سے ہیں جو جعفر کی اولاد تھے۔ محمد ورع، عبداللہ امر کے فرزند تھے۔ بنوالملحوس انھی کی اولاد ہیں۔ بنوالکبش جو ملک شام میں آباد ہیں، ابوسفیان محمد بن عبداللہ کی نسل سے ہیں۔

ابوعلی حسن مثلث اپنے زمانے کے اکابرین میں سے تھے۔ ابوالحسین علی عابد ان کی اولاد میں سے تھے اور علی عابد کی اولاد میں حسین بوعلی شہید صاحب فخ تھے۔ انھوں نے خلیفہ ہادی کے عہد خلافت میں خروج کیا۔ اس بغاوت میں سادات علوی کا گروہ ان کے ساتھ تھا۔ ہادی نے اپنے کسی امیر کو یہ بغاوت فرو کرنے کے لیے بھیجا۔ اس واقعے میں تمام خروج

کرنے والے شہید ہو گئے۔ امام محمد نقی سے منقول ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد اہل بیت کے لیے کوئی واقعہ اس واقعے سے زیادہ مصیبت انگیز نہ تھا۔

بہر حال عبداللہ محض اور ابراہیم کثیر الاولاد تھے اور ان کی نسل میں بہت سے بزرگ پیدا ہوئے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ (حسن) مثلث کی اولاد سب پر فخر کرتی تھی اور یہ فقیر اگر چہ سادات حسینی سے ہے تاہم سادات مثلث کے زمانے سے اس زمانے تک کہ پایۂ سلطنت سلطان ابراہیم کی ذات سے مزین اور بلند ہوا ہے ہمارے اور اُن کے درمیان تازہ نسبتیں اور تعلقات قدیم سے جاری ہیں۔ ہم یہاں ہر ایک کی پس ماندہ اولاد کا مختصر حال بہ عنوان شعوب بیان کرتے ہیں۔

شعبۂ سوم۔ عبداللہ محض کا ذکر

عبداللہ محض اپنے زمانے میں بنی ہاشم کے سردار تھے۔ بڑے حد تک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شبیہہ تھے۔ اُن کے چھ بیٹے تھے۔ محمد، ابراہیم، موسیٰ، یحییٰ، سلیمان اور ادریس۔ محمد نفس زکیہ کے حامل تھے۔ ان کی کنیت ابولقاسم تھی اس زمانے کے اکابرین نے انھیں مہدی کا لقب دیا تھا کیوں کہ ان کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم تھی۔ عبداللہ نے انھیں ''نفس زکیہ'' کا لقب دیا تھا۔

نفس زکیہ کی اولاد میں اُن کے بیٹے ابو محمد عبداللہ اشترا لکابلی تھے جو اپنے والد کی شہادت کے بعد ولایت سندھ کی طرف فرار ہو گئے اور کابل میں شہید ہوئے۔☆

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے، ہندوستان میں جہاں جہاں سادات حسنی آباد ہیں ان میں اکثر خاندان انھی کی (ابو محمد عبداللہ اشتر کابلی کی) اولاد ہیں۔ نقیب کوفہ ابوجعفر، ابوالرماحسن، ابو البرکات محمد اور ابو طالب محدث ہمدان یہ سب عبداللہ اشتر کی اولاد ہیں ان میں ابراہیم شہید باخمیری تھے۔ ان کی کنیت ابوالحسن تھی وہ بہت جسمانی قوت کے مالک تھے۔ منقول ہے کہ اگر وہ چلتے ہوئے اونٹ کی دم پکڑ لیتے تو ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا تھا الا یہ کہ اس کی دم ہی اکھڑ جائے۔ وہ کبار علما میں سے تھے۔ انھوں نے عشرۂ رمضان میں پیر کی شب بصرے میں خروج کیا۔ بہت سے اکابر جیسے امام اعمش اور عباد بن منصور نے ان سے بیعت کی اور ایک صحیح روایت کی رو سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اُن سے بیعت کی تھی۔ اس خروج میں ان کی مدد کی اور اُن کی نصرت کا فتویٰ دیا۔ اپنے بیٹے حماد کے ہاتھ انھیں چار ہزار درہم بھجوائے اور تحریر کیا۔ اس مقام پر حضرتؒ نے امام اعظم کے مکتوب کے الفاظ یاد کیے لیکن یاد نہ آئے صرف اتنا یاد آیا کہ امام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ دو چار سو

☆ مورخ سندھ مخدوم ہاشم ٹھٹھوی کے حوالے سے مولانا ابوطفیل نقشبندی نے ''تحفۃ الزائرین'' ج ۳ ص ۱۷۳ پر نقل کیا ہے کہ آپ کو لاکر کراچی کے ساحل سمندر پر سپرد خاک کیا گیا۔ ''یہاں آپ عبداللہ شاہ غازی'' کہلاتے ہیں۔ (ناصر الدین)

درہم میں نے اپنے پاس رکھ لیے ہیں جو میری ضرورت کو کافی ہیں۔ یہ حق تعالیٰ کی دوستی میں آپ کی ڈھارس بندھانے کے لیے ہیں۔

یہ مکتوب دوانقی کے ہاتھ پڑ گیا اور وہ ابو حنیفہؒ کا دشمن ہو گیا۔ انھیں ایسی سخت ایذائیں پہنچائیں جو ان کی موت کا سبب بن گئیں۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی زمانے میں ایک بڑھیا امام اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گلہ کیا کہ آپ نے خروج کا فتویٰ دیا تو میرا بیٹا جوش میں آ کر ابراہیم کے خروج میں شامل ہوا اور مارا گیا۔ امام نے فرمایا اے کاش میں تیرا بیٹا ہوتا (اور مجھے یہ سعادت ملتی)۔

القصہ دوانقی نے ابراہیم سے جنگ کرنے کے لیے اپنا لشکر روانہ کیا، ادھر ابراہیم (اپنے ساتھیوں کے ساتھ) بصرے سے نکلے اور دوانقی کے لشکر سے جنگ کی۔ شکست کھانے کے بعد دوانقی کے لشکر کی طرف سے آنے والا ایک تیر ابراہیم کی پیشانی پر لگا اور کوفے کے قریب قریہ باخمیری میں انھوں نے شہادت پائی۔

ابراہیم کی اولاد میں ان کے فرزند حسن تھے۔ نبویس[۱] الازرق اور صاحب خانم ازرق[۲] جن کا لقب جذریس تھا ان کی نسل سے ہیں، البتہ موسیٰ کی کنیت ابوالحسن تھی۔ چوں کہ ان کا رنگ تھوڑا سیاہی مائل تھا ان کی والدہ نے جون لقب دیا تھا۔

ان کی اولاد میں دو بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام عبداللہ تھا، جنھیں شیخ صالح بھی کہتے تھے۔ لوگوں نے انھیں رضا کا لقب بھی دیا تھا۔ مامون (عباسی خلیفہ) چاہتا تھا کہ انھیں ولی عہد بنائے لیکن انھیں یہ بات پسند نہ تھی اس لیے فرار اختیار کر کے ایک گاؤں کو اپنی جائے قیام بنایا اور یہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ چھوٹے بیٹے کا نام ابراہیم تھا۔ ابراہیم کی اولاد میں یوسف احصر تھے۔ ان کی کنیت ابی ضحاک تھی۔ حالم المایہ اور بنوحمید سب انہی کی نسل سے ہیں۔

شیخ صالح کی اولاد میں پانچ بیٹے تھے۔ موسیٰ ثانی، سلیمان، احمد، یحییٰ اور صالح۔ صالح کی اولاد میں آلِ ابی ضحاک، آلِ حسن اور آل ہذیم ہیں۔ البتہ یحییٰ کا لقب سویقی تھا اس لیے ان کی اولاد کو سوقیون کہتے ہیں۔ ابو الغنایم اور آل ابی الحمد یحییٰ کی نسل سے ہیں لیکن ان کا لقب سور ہے جو جنگ میں سواروں کے بعد نمایاں ہوتے ہیں اس لیے ان کی اولاد کو حربون کہتے ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، وہ سب اہل ریاست ہیں اور ان کی حکومت عمیق (مضبوط) ہے۔

آل المطر، آلِ خمرہ، کرامیون، آلِ عرفہ، آلِ حمار، آلِ سلمہ اور بنی السراج یہ سب احمد کی نسل سے پھیلے ہیں۔ سلیمان وجیہہ سید تھے۔ انھیں دلیر اور صاحب سطوت وسخاوت وشجاعت بیان کیا گیا ہے ان کے ایک بیٹے تھے جن کا نام داؤد تھا۔ داؤد کے پانچ بیٹے ہوئے۔ ابو الفاتک عبداللہ، حسین شاعر، حسن محترق، علی اور محمد مصفح۔

محمد مصفح کی اولاد بہت کم رہی۔ علی بن سلیمان کی اولاد میں عابد شہید تھے۔ حسن محترق صحرا میں رہتے تھے ان کی اولاد بھی

---

[۱] مطبوعہ نسخہ ص ۳۲۴۔ مترجم نے کتابت شدہ لفظ کی نقل کی ہے۔ واللہ اعلم یہ کیا نام ہے۔

[۲] ایضاً۔

زیادہ نہ پھیلی۔ حسین شاعر کے اولاد ہوئی تھی، ان میں سے ایک عبدالمکنی ابی الہندی تھے۔ ابو الفاتک کی اولاد کو فاتکیون کہتے ہیں۔ سادات حسنی میں انھیں صاحب ریاست ہونے کا تقدم حاصل تھا۔ ابو الفاتک ایک سو پچیس سال زندہ رہے، ان کی اولاد یمن کے علاقوں کی حاکم رہی۔ ابو الفاتک کے آٹھ صاحبزادے تھے۔ اول اسحاق جنھیں فارس بنی حسن کہتے ہیں۔ بخشش، کرم، جرأت وسطوت ان کی خصوصیات تھیں۔ ان کی اولاد میں محمد، علی، ادریس اور قاسم تھے۔ دوسرے بیٹے محمد تھے، بغداد اور طرابلس میں بنو الحجاری انہی کی نسل سے ہیں۔ تیسرے احمد تھے جن کی کنیت ابوجعفر تھی۔ انھوں نے ایک سو ستائیس سال کی عمر پائی۔ ان کی اولاد بھی بہت ہوئی۔ وہ سب نقیب اور رئیس تھے۔ ابو طالب، عباس اور قاسم ان کی اولاد تھے۔ چوتھے صالح ابی الفاتک تھے اور یہ بات درست ہے کہ ان کی اولاد باقی نہیں رہی ۔ پانچویں جعفر تھے آل مقام انھی کی نسل سے ہیں۔ چھٹے قاسم نسابہ تھے۔ ان کی بھی اولادیں تھیں۔ ان کے دو بیٹے وہاج اور سراج نام کے تھے۔ ساتویں داؤد تھے۔ موسیٰ فارس اور حسین بندار ان کی اولاد میں تھے۔ آٹھویں عبدالرحمٰن ابی فاتک تھے ۔ وہ ایک سو بیس برس زندہ رہے اور انھوں نے اکیس فرزند اپنی اولاد میں چھوڑے۔

ابو الطیب داؤد بن عبدالرحمٰن جن کی اولاد کو آلِ ابوالطیب کہتے ہیں۔ بنو ہاشم، بنوعلی، بنوحسان، بنو قاسم اور بنویحییٰ یہ سب ابوالطیب کی اولاد ہیں۔ بنوشاخ اور بنومکثر ان کی اولاد ہیں۔

دباس بن ابوالطیب کے چھ بیٹے تھے۔ محمد، حازم، مکثر، مختار، صالح اور حمزہ۔

امیر تاج المعانی شکر بن ابو الفتوح کی وفات کے بعد حمزہ بن دباس مکۂ مبارکہ کے والی مقرر ہوئے۔ ان کی اولاد میں چار بیٹے تھے۔ عمارہ، محمد ابو القاسم، یحییٰ امیر المخلان اور عیسیٰ، ان عیسیٰ کے ایک بیٹے علی نام کے تھے، بضم العین وفتح لام (عین پر پیش اور لام پر زبر) وہ مکہ معظّمہ کے حاکم اور صاحب اختیار تھے۔ ان کے عہد حکومت میں امام جار اللہ شکر اللہ سنعیہ نے مکے میں ایک کتاب ''کشاف'' ان کے نام پر تصنیف کی اور ان کی مدح میں بہت سے قصیدے تحریر کیے۔ انھوں نے بھی[1] زمخشری کی تعریف میں اشعار لکھے ہیں۔ ان کی اولاد بہت ہے۔

موسیٰ بن الشیخ الصالح جنھیں موسیٰ ثانی کہتے ہیں، اور جن کی کنیت ابوعمرو تھی ۲۵۶ ہجرۃ النبی علیہ السلام میں شہید کردیے گئے۔ یہ عباسی خلیفہ معز کی خلافت کا زمانہ تھا۔ ان کی اولاد کو موسیون کہتے ہیں حجاز کی امارت ان کے سپرد تھی۔ ان کے اٹھارہ فرزند تھے۔ ان کی اولاد بھی زیادہ باقی نہ رہی، صرف سات افراد اپنے پیچھے چھوڑے۔ ادریس موسیٰ ابوالرقاع اور ابو السولکات ان کے بیٹے تھے۔ جدّے کے امیر اور لطاع کے نقیب ان کی نسل سے ہیں۔ آل علقہ حسن ادریس کی نسل سے ہیں۔ یحییٰ بن موسیٰ کا لقب بفینہ تھا۔ عبداللہ دیباج ان کے بیٹے تھے۔ آل ابی اللیل، احمد بن یحییٰ کی نسل سے ہیں۔ صالح

---

[1] جار اللہ شکر اللہ زمخشر کے رہنے والے تھے اس نسبت سے انھیں زمخشری کہا جاتا ہے۔

بن موسیٰ کا لقب بارق تھا۔ کہتے ہیں کہ ردت ان کے بیٹے تھے اور ان کے بھی اولاد ہوئی۔ حسن بنی موسیٰ کی اولاد ربیع اور اس کے نواح میں آباد ہوئی۔ صالح امیر فارس کی اولاد کو صالحون کہا جاتا ہے، یہ محمد بن حسن کی نسل سے ہیں اور آل بدر بھی اسی نسل سے ہیں۔ علی بن موسیٰ کے ایک بیٹے تھے جن کا نام عبداللہ عالم تھا۔ امیر بن موسیٰ کی اولاد بہت تھی۔ آل الشرفی، آلِ نزار، آلِ یحییٰ اور آل عطبہ انھی کی نسل سے ہیں۔

قطب الاقطاب، سید و شیخ الثقلین محی الدین والملت عبدالقادر قدس سرہ کی نسبت عبداللہ بن یحییٰ، بن محمد الرومی، بن داؤد الامیر، محمد اکبر بن موسیٰ الثانی ہی سے ہے۔ انھیں ثابر کہتے تھے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ فرزند اعز، اشرف الآفاق سید عبدالرزاق کا نسب بھی حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ جس زمانے میں یہ فقیر گیلان گیا تھا تو سید عبدالغفور حسن سے سید عبدالرزاق کو لے کر بصد اعزاز واکرام اپنی فرزندی میں لیا۔ اس تقریب کی جہت سے سادات حسنی اور حسینی کے اشراف واکابر مدعو کیے گئے اور ماہرین انساب بھی فراہم کیے گئے جنھوں نے سید عبدالرزاق کے نسب کی تحقیق کی۔ نسب کی اسی جانچ پڑتال کے دوران سادات حسینی نوربخشیہ اور سادات حسنیہ کی نسبتیں ظاہر ہوئیں۔ خاص طور پر نسبت قریب یہ تھی کہ ہمشیرہ عفیفہ صائمہ کا رشتہ حضرت سید بہلول سے سیّد حسن عبدالغفور کے پدرِ کلاں کے لیے مانگا گیا تھا۔ فرزند اعز سیّد عبدالرزاق کا نسب اِن ہی صائمہ فاخرہ تک پہنچتا ہے۔ موسیٰ ثانی نے خلیفہ معز کے زمانے میں مدینے میں خروج کیا تھا۔ ان کی اولاد میں پانچ افراد تھے۔ اوّل (۱) عبداللہ اکبر اشد، اُن کی نسل سے ادہ اور حسین شدید تھے۔ دوم (۲) حسین امیر جن کی اولاد میں تین صاحبزادے ابو ہاشم، ابو جعفر اور ابوالحسن تھے۔ یحییٰ امیر، ابوالحسن کی اولاد میں سے تھے اور حسن محترف[1] ابوجعفر کی نسل سے تھے۔

وہ پہلے شخص جو بنی الجون سے ملک مکہ ہوئے، وہ یہی تھے۔ ابو ہاشم کی اولاد کو ہوشم کہتے ہیں اور انھیں امیر بھی کہا جاتا ہے۔

سوم (۳) علی تھے جن کی اولاد بنو علی ہیں۔ (ان کی علاوہ) آلِ نھم اور آلِ معن بھی علی کی نسل ہیں۔ چہارم (۴) قاسم تھے۔ پنجم (۵) قاسم کے چھوٹے بھائی حسن تھے جن کی اولاد کو حرانی کہتے ہیں (اس خاندان نے) حران میں اعادی سے جنگ کی تھی۔ حسن کی اولاد، سلیمان اور محمد سے آگے بڑھی اور سلیمان کی اولاد ہاشم سے چلی۔ البتہ قاسم حرانی کی اولاد کثرت سے ہوئی۔ آلِ کتم، آلِ ادریس اور آلِ الطیب انھیں میں سے ہیں۔

بنو مالک کا شجرہ یہ ہے:

مالک بن الحسن بن الحسین، بن کامل، بن احمد، بن اسمٰعیل، بن علی، بن عیسیٰ، بن خمرہ، بن باس، بن محمد بن شکر یحییٰ، بن محمد، بن ہاشم، بن قاسم الحرانی، بن محمد الثابر، بن موسیٰ الثانی، بن عبداللہ الشیخ الصالح بن موسیٰ الجون، بن عبداللہ محض، بن حسن

---

[1] مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۳۲۵ پہلی سطر میں ان کا نام ''حسن محترق'' نقل کیا گیا ہے اور یہاں صفحہ ۳۲۶ سطر ۶ پر ''حسن محترف'' تحریر ہوا ہے۔ درست نام کون سا ہے، اس کے بارے میں مترجم کچھ عرض کرنے سے معذور ہے۔

المثنیٰ، بن الحسن بن علی ابن ابی طالب علیھم التحیۃ والسلام البتہ یحییٰ بن عبداللہ محض کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ صاحب تاج (وتخت) تھے اور انھوں نے گیلان میں خروج کیا تھا۔ ان کی اولاد بھی کثرت سے تھی۔

ابن سلیمان بن عبداللہ کے بیٹے محمد کی اولاد مغرب میں آباد ہوئی۔ اس (خاندان) کے حالات معلوم نہیں ہیں، لیکن ادریس بن عبداللہ ان کے بیٹے ادریس کی اولاد میں سے تھے۔ ان ادریس بن ادریس کے آٹھ فرزند تھے، ان میں سے ہر ایک کے پاس مغرب میں الگ الگ حکومت تھی۔ حمزہ بن ادریس، اسوس رفضی اور عمر کو مدینۂ رسول[1] (صلی اللہ علیہ وسلم) اور علی نامرانی جو سلطان مصر کی طرف سے سلطان محمود غازی کے پاس قاصد بن کر آئے وہ بھی یحییٰ بن ادریس کی نسل سے تھے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ ہماری سلطنت کا سلسلہ ہمیں اپنی والدہ کی میراث سے ملا تھا کیوں کہ ہماری والدہ کے اجداد، سلاطین سامانیہ سے تھے جنھوں نے دوسو سال تک عراق وخراسان میں حکومت کی۔ سلاطین سامانیہ کی جہاں گیری اور فتوحات ملکی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سلطان محمود غازی انار اللہ برہانہ، خاندان اصلیہ سامانیہ کے نامزد ملوک نیز خادموں اور مجازی خوانین میں سے تھے۔ ان کی ذات سے اسلام کے آثار وثمرات تمام ملکوں بالخصوص ہندوستان میں (ابھی تک) باقی ہیں۔

عیم ابراہیم عمر بن حسن المثنیٰ کی کنیت ابو اسمٰعیل تھی۔ جود وسخا کی زیادتی کی وجہ سے انھیں عیم کا لقب دیا گیا تھا۔ ان کی اولاد میں ایک بیٹے اسمٰعیل دیباج تھے۔ ان کی اولاد میں حسن تج اور ابراہیم طباطبا تھے حسن تج کی اولاد ان کے فرزند حسن سے پھیلی۔ اس کا لقب بنو تج ہے۔ ابی جعفران کی اولاد تھے ابی القاسم علی بن المعروف کی اولاد میں ابن معیہ حاجب تھے۔ عبدالجبار کوفی بھی آلِ معیہ میں سے تھے آل معیہ میں بہت سے اکابر گزرے ہیں۔ ان میں نقیب اور خطیب بھی تھے۔ ان سب میں تاج الدین جعفر بے حد مشہور ہوئے۔ بے حد فصیح ہونے کے باعث انھیں لسان آلِ حسن کہتے تھے۔ اب رہے ابراہیم طبا طبا وہ قوم کے پیشوا تھے۔ انھوں نے اپنے پیچھے تین فرزند چھوڑے۔ ایک قاسم، دوسرے احمد اور تیسرے حسن۔ حسن طبا طبا کی اولاد سے ابومحمد صوفی مصری، ابراہیم اور ابوحسن تھے، جن کا لقب جمل تھا۔ بنو المسجد اور بنو المکرّ کی اِن حسن کی نسل سے ہیں۔ احمد طبا طبا کو ابوعبداللہ کہتے تھے، ان کی اولاد میں ابوجعفر اور ابو اسمٰعیل تھے۔ ابو البرکات اور ابو المکارم احمد (طبا طبا) کی نسل سے تھے۔

قاسم رسی کی کنیت ابومحمد تھی۔ ان کی اولاد میں سات بیٹوں میں سے یحییٰ رسی والی رملہ تھے۔ ان کی اولاد وہاں آباد ہے۔ حسن رسی حاکم ورئیس بن محسن کی اولاد تھے۔ اسمٰعیل رسی کی اولاد ان کے فرزند ابوعبداللہ محمد مشعرانی سے پھیلی۔ دور مصر کے بعد اسمٰعیل کی اولاد میں سے ان کے فرزند نقابت کے منصب پر مامور رہتے ابو القاسم احمد نقیب اور تمام مصری نقبا مشعرانی کہلاتے تھے۔ سلیمان رسی، قثم اور عدل ان کی اولاد میں سے تھے۔ بصرے میں آباد بنونورذن محمد بن ابراہیم بن سلیمان کی اولاد ہیں۔

---

[1] صفحہ ۳۲۶ سطر ۱۷ اور ۱۸ کی عبارت نامکمل ہے۔ شاید مراد ''نگرانی ملی'' ہو۔ واللہ اعلم۔

حسن رسی کریم الطبع سید تھے، لوگ انھیں عبداللہ کہتے تھے۔ ان کے فرزند ابو الحسین یحییٰ ہادی زید اماموں میں بزرگ امام تھے۔ خلیفہ معتضد کے زمانے میں انھوں نے ظہور کیا۔ ان کا لقب ہادی ابو الحق تھا۔ ان کی اولاد یمن میں بادشاہ اور امام رہی۔ حسن قیل ان کے بیٹے تھے۔

آلِ ابی العیان مرتضیٰ بن یحییٰ کی نسل سے ہیں۔ احمد بن الناصر بن الہادی کا لقب ناصر الدین اللہ تھا۔ ناصریہ کی اولاد کثرت سے ہے۔ ان کی باقیات یمن اور خوزستان میں آباد ہے۔ محمد رسی اور شیراز کے نقبا اور قضاۃ ان کی اولاد میں سے تھے۔

ابن طبا طبا صاحب اہل وعیال اور مال واسباب کے مالک تھے۔ ان کی اولاد میں قاسم الرسی بن محمد تھے، اور موسیٰ رسی مصر میں تھے۔ ان کی اولاد مصر میں آباد تھی۔ ان کے آخری افراد (جو باقی رہ گئے ہیں) انھیں میں سے ہیں۔ بنی رسی ابراہیم طبا طبا کی اولاد کے آخری لوگ ہیں۔ اسی طرح بنی رسی ہی اسمٰعیل دیباج کی اولاد کے آخری افراد ہیں۔ اسمٰعیل دیباج بن ابراہیم عمرو، بن حسن بن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔ سبط اکبر (یعنی امام حسنؓ) کی یہ شمہ برابر تفصیل تھی (جو اوپر مذکور ہوئی)

ابی عبداللہ الحسین شہید کی اولاد کا ذکر

ان کو ام الفضل زوجہ عباسؓ بن عبدالمطلب نے دودھ پلایا تھا[۱] جو قثم بن عباسؓ کی ماں تھیں۔ حضرت حسینؓ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ علی اکبر، علی اوسط، جنھیں زین العابدین کہتے ہیں، علی اصغر اور عبداللہ۔ ایک دوسری روایت ہے کہ چھ بیٹے تھے، چار تو وہی جو مذکور ہوئے اور دو دوسرے محمد اور جعفر۔ تواریخ میں عمر کا نام بھی تحریر میں آیا ہے۔ واللہ اعلم۔ بہرصورت ان کے صاحبزادوں میں صرف امام زین العابدین باقی رہے تھے۔ منجملہ بارہ اماموں میں ان حضرت سے امام مہدی تک نو امام ہیں، بنا بریں ہم نے یہ شجرہ نوشعبوں (شاخوں) میں بیان کیا ہے۔

شعبۂ اوّل، امام زین العابدین کی اولاد

امام زین العابدین کی والدہ شاہ زناں تھیں۔ بعض نے انھیں شہر بانو کہا ہے۔ وہ بیٹی تھیں کسریٰ یزدجرد بن شہریار، بن پرویز، بن ہرمز بن نوشیروان عادل کی۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ امام زین العابدین میں نبوت وسلطنت کی خصوصیات جمع

---

[۱] یہاں تک عبارت درست ہے اس کے بعد مبہم ہوگئی ہے۔ مکمل عبارت یہ ہے (ص ۳۲۷ سطر ۱۴ اور ۱۵) ''مرضعہ اوامّ الفضل بودہ زوجہ عباس بن عبدالمطلب بن قثم بن عباس''

یہ کس طرح ممکن ہے کہ عبدالمطلب، قثم بن عباس کے فرزند ہوں۔ مترجم کا قیاس ہے کہ عبدالمطلب کے بعد کاتب ''مادر'' کا لفظ چھوڑ گئے۔ مترجم نے اسی قیاس کے مطابق اردو ترجمہ کیا ہے۔

تھیں۔ امام زین العابدین کی بہن کا نکاح جوشہر بانو کے بطن سے تھیں حسن بن حسن سے ہوا۔ اس اعتبار سے حسن مثنیٰ کی اولاد میں بھی پیغامبری اور بادشاہی (کی خصوصیات) مجتمع ہوئیں۔

ان کے نو بیٹے اور نو بیٹیاں ہوئیں۔ ان کی اولاد چھ بیٹوں سے چلی۔ محمد باقر، عبداللہ باہر، زید شہید، عمر اشرف، حسین اصغر اور علی اصغر۔

علی اصغر کی اولاد ان کے بیٹے حسن سے تھی (لیکن) نسب دانوں کا اس بارے میں اختلاف ہے۔ ان اختلافات میں سے جعفر نساب کا ایک قطعہ ہے جس کا مصرعہ اولیٰ یہ ہے:

افطیون انتم اسکتوا لا تکتموا

حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں ان کے اور امام جعفر صادق کے درمیان ایک مباحثہ بھی ہوا تھا۔ (یہ مباحثہ) طعن بد کے سبب سے ہوا نہ کہ ازروئے نسب۔

ان کی اولاد میں پانچ افراد تھے۔ اوّل حرزی حسین۔ مکریم علی بن حرزی کے بیٹے تھے اور مکریم کے بھی اولاد تھی۔ تاج الدین حسن بلادِ قرابہ کے قاضی القضاۃ تھے۔ ابو الفضل ممالک طبا کے نقیب النقبا تھے۔ بنو محمد بھی حسن کی نسل سے ہیں۔ دوسرے عمر بن حسن تھے، قاضی امین الدولہ ابوجعفر نساب ان کی نسل سے تھے۔ ان کی بھی اولاد بہت تھی۔ تیسرے حسین تھے۔ بنوشکر ان، ان کی نسل سے ہیں۔ علی دینوری ان حسین افطس کے فرزند حسن کے بیٹے تھے۔ ابو ہاشم فتحی جورے کے نساب تھے، ان کی نسل سے تھے۔ سلطان بہلول کے عہد حکومت میں ابو ہاشم کا منصب نسابی سادات نوربخشیہ کے پاس تھا۔ حمزہ بن حسن مکفوف کی اولاد بنوسمان سے وابستہ ہے۔ بنور برج فہاسم کی اولاد ہیں اور بنو زیادہ جن سے بنی الافطس میں شریف ترین خاندان نہیں ہے، عبدمنقود بن حسن مکفوف کی نسل سے ہیں۔ پانچویں عبداللہ شہید کی اولاد و باقیات بہت زیادہ ہیں۔ ان میں ابو طالب محمد فاخر، بنوالمحترف، بنوالاعز اور ابومحمد حسن مداینی، طلحہ بن عبداللہ کی نسل سے ہیں[1] مدائنی کے جتنے بیٹے سب کا نام علی تھا ان کی باقیات نے درویشی اختیار کی تھی۔ ابو الصلاۃ، بنو ابو البقر، ابوتراب علی بن حسن مدائنی کی نسل سے ہیں۔

البتہ حسین اصغر بن زین العابدین کی اولاد میں پانچ افراد تھے۔ عبداللہ اعراج جن کی کنیت ابوعلی تھی۔ ان کے پاؤں میں تھوڑا سا لنج تھا، اس لیے ''اعراج'' (لنگڑے) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان کی اولاد سے متعلق البتہ تفصیل کی

---

[1] اس کے بعد مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۳۲۸ سطر ۵ پر یہ عبارت نقل کی گئی ہے:

''ومدانی (مداینی) ویک پسر داشتہ ہمہ راعلی نام نہادہ ایتان ایشان یکنہا بودہ''

عربی وفارسی لغات میں ''ویک'' کے معنی کلمہ نفرت دیے ہیں۔ یہاں اس معنی کا کوئی قرینہ نہیں ہے۔ اس طرح دوسرا لفظ ''ریتان'' بھی مبہم ہے۔ مترجم اپنی فہم کے مطابق قیاسی ترجمہ کیا ہے۔

ضرورت ہے کیوں کہ وہ بہت سے خاندانوں،قبیلوں اور صالح اولادوں میں منقسم ہے۔
ان کی اولاد میں چار افراد تھے۔جعفر الحجہ،علی صالح،محمد حوانی اور حمزہ۔حمزہ کی اولاد کم تھی۔ بنو میمون حسین بن حمزہ کی نسل سے ہیں۔محمد مفسول کی نسل سے،محمد، واسط اور ابو جعفر تھے۔علی صالح بزرگ شخص تھے۔ ریاست عراق ان کی اولاد سے متعلق تھی۔علی صالح کی کنیت ابو الحسن تھی اور ان کی دعائیں بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوتی تھیں۔ان کی اولاد عبداللہ نزا اور ان کے بیٹے ابراہیم سے پھیلی۔کرخ کے علاقے میں بنو طفط اور بنو المحراق ابراہیم کی نسل سے ہیں۔عبداللہ ثانی کے ایک بیٹے تھے ان کا نام علی تھا۔علی کے بیٹے عبید اللہ ثالث تھے اور ان کے بیٹے امیر المومنین ابو الحسن محمد اشتر تھے۔ وہ ابو الطیب کے ممدوح تھے ان کے بیس فرزند تھے۔سب بزرگ اور معزز نہ تھے۔ واسط کے نقیب ابو العلی، ابو المعانی اور ابو الفضایل ان کی باقیات میں تھے۔ بنو مکانسہ، بنو عرام، بنو الصائم، بنو معلاج، بنو ابو الغنائم، بنو احمد، بنو طبیق نیز عراق کے نقبا اور حاجیوں کے قافلوں کے امیر غالباً اشتر کی نسل سے ہیں۔ ابو العلا مسلم امیر الحج جن کی کنیت ابو عبداللہ تھی وہ امیر الحج ابو علی محمد بن اشتر تھے۔عمر مختار امیر حاج ان کے بیٹے تھے۔ بنی مختار جو سادات بزرگوار کے نقیب ہیں ان کی اولاد ہیں۔جعفر سادات بلخ کے ابو الآبا تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے۔حسن اور حسین بن جعفر۔حسین کی اولاد، ابی الحسین یحییٰ بن تسلمہ سے پھیلی۔ بنو عکہ، بنو عکون، بنو فرارس، بنو غیلان اور بنو الاعرج علی بن یحییٰ کی باقیات ہیں۔ بنو جلال کلہ، بنو شقائق، بنو حرعلی اور بنو مہتا طاہر بن یحییٰ کی نسل سے ہیں۔عبدالواحد بن مالک بن حسن مہتا کی نسل سے واجد ہیں نیز جماخرہ بھی اسی نسل سے ہیں۔

حسین اصغر کی اولاد سے دوسرے عبداللہ تھے۔ ان کے بیٹے جعفر صحیح تھے۔ان کی اولاد میں تین بیٹے تھے محمد عففی جن کی اولاد کو عفیفون کہتے ہیں۔ بنو سوس ان کی نسل سے ہیں۔ بکر اسمٰعیل مقتدی جو مدینے میں رہتے تھے۔ ان کی اولاد بہت تھی جنھیں مقتدیون کہتے ہیں۔علی کبار بادشاہوں سے دور رہے۔

سلسلہ ساداتِ نوربخشیہ

ساداتِ نوربخشیہ کا سلسلہ جو اس عالی خاندان سے ہے انھیں سے جاملتا ہے۔ آل عندنان جو دمشق کے نقبا ہیں ان کی نسل سے ہیں۔ دوسرے احمد منقذی تھے۔ ان کی اولاد ابراہیم،جعفر،حسن اور حسین سب ان کی باقیات تھے۔ قاسم علی تھے، ان کی بھی اولاد بہت تھی۔حسن عصفہ اور ان کے بیٹے حسین کعکی، موسیٰ بن علی کی اولاد تھے۔ بنو الکرش، بنو العقیل، بنو امصیرہ،عیسیٰ کوفی بن علی کی اولاد تھے۔ چہارم ابو محمد الحسن تھے۔ ان کے بیٹے عبداللہ محمد تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ ایک محمد سلیف حسن جنکالہ ان کی اولاد تھے اور سلیف کی باقیات تھے۔ دوسرے علی مرعش، شیراز کے نقیب ان کی اولاد سے تھے۔

عبداللہ مصری بھی ان کی نسل سے تھے۔ پنجم سلیمان تھے۔ ان کی اولاد مصر میں آباد تھی جنھیں بنوم الفواطم کہتے ہیں۔ عمر الاشرف بن زین العابدین ان سے شہید[1] کے پدر مادری کے بھائی تھے۔ ان کی اولاد سے ایک بیٹے علی اصغر محدث تھے جو اپنے عم زاد جعفر صادق سے روایت کرتے تھے۔ ان علی کی اولاد میں چار بیٹے تھے۔ قاسم، عمر سنجری اور ابو محمد حسن۔ قاسم کی اولاد میں ان کے بیٹے ابو جعفر محمد صوفی تھے۔ انھوں نے خلیفہ معتصم کے زمانے میں، بمقام طالقان خروج کیا، گرفتار ہوئے اور شہید کردیے گئے۔ قم کے نقیب اور شعرانیاں عمر سنجری کی نسل سے ہیں۔ حسن کے بھی اولاد تھی۔ مکریم طبری، احمد اعرابی کی اولاد میں تھے اور احمد (اعرابی) ابو جعفر بن حسن کے بیٹے تھے۔ ابو جعفر محمد نقیب طبری بھی جعفر دشاح بن حسن کی نسل سے تھے۔ بنوزمران (بھی) اس نسل سے ہیں۔ ناصر الکبیر جو طبرستان میں دیالمہ کا بادشاہ تھا اور جس کا لقب ناصر الحق تھا وہ علی بن حسن کا بیٹا تھا۔ اس کے بھی اولادیں تھیں۔ بکیلان اور ان کی باقیات علاقے کے بادشاہ اور حاکم تھے۔

زید شہید کی کنیت ابو الحسین تھی۔ ان کے مناقب وفضائل بے حساب ہیں۔ انھوں نے کوفے میں خروج کیا۔ زید شہید کے چار بیٹے تھے۔ یحییٰ اور حسین انھیں ذوالدمعہ اور ذوالعیرہ بھی کہتے ہیں، اور عیسیٰ موتم الاشبال۔ محمد یحییٰ اپنے والد کی شہادت کے بعد خراسان میں بمقام جوزجان فرار ہوگئے تھے اور وہاں انھوں نے بڑی جمعیت فراہم کی لیکن شہید کردیے گئے۔ ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

حسین ذوالدمعہ کے تین بیٹے تھے۔ پہلے یحییٰ جن کے سات بیٹے تھے۔ دوسرے قاسم جن کی اولاد کم تھی تیسرے حسن زاہد تھے، ان کی اولاد بھی کم تھی۔ بنی ننک اور بنی خالص ان کی نسل سے ہیں۔

حمزہ بن یحییٰ کی بہت اولاد تھی۔ بنوالامیران کی اولاد ہیں۔ محمد اصغر اقساسی سے اقساس منسوب ہیں عیسیٰ بن یحییٰ کی اولاد مختلف ملکوں اور اطراف میں منتشر ہوگئی۔ یحییٰ بن یحییٰ اور عمر بن یحییٰ کی اولادیں اپنے دوسرے بھائیوں کی بہ نسبت زیادہ تھیں۔ ان کے بیٹے یحییٰ نے مستغنی کے عہد حکومت میں خروج کیا اور مرتبۂ شہادت حاصل کیا۔ بنی الغدان، آل سبیان، مشہد کے اغرمی نقیب اور نبی اسابہ تمام کے تمام محمد عمر زید کی نسل سے ہیں۔ دوسرے حسن قعد ذوالدمعہ، اکثر سادات فارس ان کی نسل سے ہیں۔ عیسیٰ موتم الاشبال کی کنیت ابو یحییٰ تھی احمد مختفی بن عیسیٰ بزرگ اور وجیہہ شخص تھے۔ ان کے بیٹے محمد، عرب کے نسب دانوں میں اعلم العلما کی حیثیت رکھتے تھے۔ علی بن عیسیٰ کی اولاد کرمان اور خراسان میں آباد تھی۔ ان میں زید بن عیسیٰ کی اولاد بھی کثیر تھی۔ احمد، علی، علی مصفد اور ابوتراب صابونی انھی کی اولاد میں تھے۔ بنوعفرون اور بنو جکا جک حسن عصارہ بن عیسیٰ سے منسوب ہیں۔ امام محمد بن زید شہید، زید کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ انھیں ابو جعفر کہتے تھے۔ انتہائی درجے کے کامل اور فاضل بزرگ تھے۔ انھیں خلیفہ مامون نے زہر دے کر شہید کردیا۔ ان کی اولاد میں ان کے بیٹے

---

[1] مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۳۲۹ پہلی سطر میں شہید کا نام تحریر نہیں کیا گیا ہے۔ ویسے بھی یہ عبارت، ''اما عمر الاشرف بن زین العابدین برادر پدر مادری شہید ازو'' مبہم معلوم ہوتی ہے۔ مترجم نے لفظی ترجمہ کردیا ہے۔

ابوعبداللہ جعفر شاعر تھے۔ محمد خطیب احمد سکین اور قاسم ان کی اولاد میں تھے اور صاحب دارالصخرہ ان کی باقیات میں ہیں۔ ان کے بیٹے بھی نقیب تھے۔ عبداللہ باہر (روشن) کے رخسارِ مبارک سے صفا ظاہر ہوتی تھی چنانچہ لقب باہر ہوگیا۔ وہ (امام) محمد باقر کے حقیقی بھائی تھے۔ ان کی اولاد میں ان کے بیٹے محمد ارقط تھے۔ ارقط کی اولاد اسمٰعیل سے چلی، ان کے دو بیٹے تھے۔ حسن نفشح اور محمد اسمٰعیل رخ حسین کی نسل سے تھے۔ ان کی اولادیں قم میں آباد تھیں محمد کوکی ان کی اولاد سے تھے۔ شام اور مصر میں بنو العریف محمد اسمٰعیل کی نسل سے ہیں۔ رے کے نقبا نیز سمنان وکرکیان کے ملوک ارقط کی نسل سے ہیں۔

شعبہ دوم۔ امام محمد باقر کی اولاد

امام محمد باقر کی والدہ ام اسداللہ فاطمہ بنت حسن بن علی تھیں۔ وہ سادات حسینی میں پہلے فرد تھے جن کی ذات کے توسط سے امام حسن اور حسین کی اولاد جمع ہوئیں اور حسینوں میں ایسے پہلے شخص عبداللہ محض جیسا کہ مذکور ہوا۔ ان کے سات بیٹے بیٹیاں تھیں، جن میں چار بیٹے تھے۔ جعفر، عبداللہ، ابراہیم اور علی۔ ان کی (صاحب امامت) اولاد جعفر سے چلی۔

شعبہ سوم۔ امام جعفر صادق کی اولاد

امام جعفر صادق کے سات بیٹے تھے۔ اسمٰعیل، عبداللہ، موسیٰ، اسحٰق، محمد، عباس اور علی۔ ان کی اولاد پانچ بیٹوں سے تھیں۔ موسیٰ کاظم، اسمٰعیل، علی عریض، محمد مامون اور اسحٰق موتمن۔ یہ موسیٰ کاظم کے حقیقی بھائی تھے اور صورت وہیئت میں حضرت رسالت علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ ان کی باقیات تین بیٹے تھے، محمد، حسین اور حسن۔ بنو الفارث محمد اسحٰق کی نسل سے ہیں۔ خمرہ تجار بنی وارث سے تھے۔ حسن (بن) اسحٰق کی اولاد مصر اور نصیبین میں تھی۔ میمون بن عبداللہ انھیں میں سے تھے۔ حسین بن اسحٰق نجران چلے گئے تھے۔ ان کی اولاد رقہ اور حلب میں کثرت سے ہوئی محمد حرانی ابن احمد حجازی اور حلب کے نقیب انھیں کی اولاد ہیں۔ محمد مامون جنھیں ان کے حسن وجمال کی وجہ سے محمد دیباج بھی کہتے تھے، ان کی اولاد میں تین بیٹے تھے۔ ایک حسین جن کی اولاد مختلف علاقوں میں منتشر ہوگئی اور دوسرے قاسم تیسرے علی حارضی تھے۔ ان کی اولاد میں دو بیٹے تھے جن کے نام حسن اور حسین تھے۔ ان دو بیٹوں کی بہت اولاد تھی۔ ابولہیجا محمد الضراب بن ابی طالب اور حمزہ ضراب، حسین بن علی بن محمد دیباج کی نسل سے تھے۔ محمد بن حسین جن کا لقب جورہ تھا، حسین حارض کی اولاد میں سے تھے۔ علی[1] حریض کے جن

---

[1] مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۳۳۰، سطر ۵، ۷ اور ۸ میں کاتب صاحب نے کہیں حارضی کہیں حریض اور کہیں عریض نقل کیا ہے یہاں مترجم نے عریض کو ترک کر کے حریض تحریر کیا ہے۔

کی کنیت ابوالحسن تھی، چار بیٹے تھے، جن کے نام محمد، احمد اشعرانی، حسن اور جعفر اصغر تھے۔ جعفر اصغر کی اولاد میں ان کے بیٹے علی تھے۔ بنو بہاء الدین، بنو فخار اور بنو سنجی حسن کی نسل سے ہیں۔ بنو الجدہ احمد شعرانی کی باقیات ہیں۔ صاحب السجادہ حمزہ الداعی اور ابو الغشا ان کی اولاد میں تھے محمد بن علی حریض کی اولاد بہت تھی جو مختلف شہروں میں آباد ہوئی۔ یحییٰ محدث کی باقیات، بنو ثوابہ اور بنو المختص عیسی روحی اکبر کی نسل سے ہیں جو محمد حریض کے بیٹے تھے۔

اسمٰعیل جن کی کنیت ابو محمد تھی، ان کی کنیت اعرج اکبر تھی، امام جعفر کی اولاد تھے۔[1] اسمٰعیل کی باقیات ان کے دو بیٹوں محمد اور علی سے تھی۔ محمد کی اولاد میں اسمٰعیل ثانی اور جعفر شاعر تھے۔ بنو الفیض جعفر شاعر کی اولاد ہیں، ان کی اولاد مغرب میں آباد تھی۔

شعبہ چہارم۔ امام موسیٰ کاظم کی اولاد

امام موسیٰ کاظم کے ساٹھ بیٹے بیٹیاں تھیں، جن میں اڑتیس بیٹیاں اور تیئیس لڑکے تھے۔[2] ان کی اولادوں میں سے بعض کی اولادیں باقی نہیں رہیں۔ اس کے علاوہ ان کی اولادوں کے بارے میں بھی اختلافات ہیں لیکن بہ حالت موجودہ اماموں کے نسب کے مطابق صورت حال یہ ہے کہ اُن کی اولاد میں تیرہ بیٹے تھے جن میں چار بیٹوں کی اولادیں کم تھیں باقی کی زیادہ تھیں۔ چار بیٹوں کی اولاد کا اوسط فی کس پانچ افراد سے کم بنتا ہے۔ ان کی تفصیل بہ عنوان شعوب دی جاتی ہے۔

شعب اول۔ پانچ افراد جن کی اولاد تھوڑی تھی یہ تھے۔ عباس، ہارون، اسحاق، اسمٰعیل اور حسن۔

۱۔ حسن کے ایک بیٹے جعفر نام کے تھے۔ ان کی اولاد کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جعفر بن حسن کے تین بیٹے تھے۔ علی عزری کی باقیات ان کی نسل سے ہیں۔

۲۔ اسمٰعیل موسیٰ کے ایک بیٹے تھے ان کا نام موسیٰ تھا۔ ان کی اولاد ان کے بیٹے جعفر سے چلی۔ بنی ابی الساف اور بنو الوارق ان کی نسل سے ہیں۔

۳۔ اسحاق بن موسیٰ کو امیر کہتے تھے۔ اُن کی اولاد میں اُن کے بیٹے عباس تھے اور اسحاق ملبوس اِن کے بیٹے تھے بنو

۱۔ صفحہ ۳۳۰ پر فارسی عبارت یہ ہے۔ ''اما اسمٰعیل کنیتش ابو محمد کنیتش اعرج اکبر اولاد امام جعفر بودہ'' اس عبارت میں سہو معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال عبارت کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

۲۔ صفحہ ۳۳۰ پر یہ عبارت ہے:

''شصت فرزند بود۔ سی وہشت دختر وبست وسہ پسر''

یہاں بھی سہو کتابت واضح ہے۔ عبارت کے اعتبار سے '' شصت و یک فرزند'' ہونا چاہیے تا کہ اڑتیس ۳۸ اور تیئیس ۲۳ کی گنتی پوری ہو۔ مترجم نے تحریر کردہ عبارت کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

الملبوس اِن کی باقیات سے ہیں۔محمد کی اولاد بلخ اور طحارستان میں تھی (لیکن) بہت کم۔ ابوجعفرحسن بن اسحاق صورانی، اسحاق بن موسیٰ کی اولاد سے تھے۔ بنوالوارث صورانی کی نسل سے ہیں۔

۴۔ ہارون بن موسیٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کے کوئی اولاد نہ تھی لیکن ابن طباطبا نے کہا ہے کہ احمد بن ہارون اُن کی اولاد تھے اور امیر کا بطوس ان کی نسل سے تھے۔

۵۔عباس بن موسیٰ کی اولاد بہت ہی کم تھی۔ قاسم عباس ان کی اولاد تھے۔

شعبہ دوم: زید کی اولاد میں متوسطین نادر ہیں۔عبداللہ، عبید اور حمزہ۔حمزہ کو ابوالقاسم کہتے تھے۔ ان کی اولاد بلادِ عجم میں بہت زیادہ تھی۔ وہ سب قاسم بن حمزہ کی باقیات میں تھے۔حمزہ بن حمزہ کی اولاد بلخ اور بعض خراسان کے علاقوں میں آباد تھی۔ ابوجعفر، قاسم بن حمزہ کی اولاد میں تھے۔ ابوجعفر، بدیع ہمدانی کے ممدوح تھے۔ ان کی اولاد سے آلِ سامانیہ کے بادشاہوں کا میل جول اور قرابت داری تھی۔ احمد ان ہی کی نسل سے تھے۔

عبداللہ کی اولاد میں تین بیٹے تھے۔محمد یمانی، قاسم اور جعفر یمانی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابراہیم ان کی اولاد تھے۔ ابراہیم کی اولاد سے ابوجعفر اور احمد شعرانی تھے۔ ابوجعفر کی اولاد حجاز میں آباد تھی۔ ابوالفایز جو شیراز میں عضد الدولہ کے ساتھ تھے، ابوجعفر کی نسل سے تھے۔ احمد شعرانی بھی صاحب اولاد تھے اور قاسم بن عبداللہ کے بھی اولادیں تھیں۔عبدالشرف انھی کی نسل میں سے تھے۔عبداللہ بن موسیٰ کی اولاد محمد سے پھیلی۔ موسیٰ علی بن حسن الاحود،عبداللہ کی نسل سے تھے۔جعفر اسود، موسیٰ بن عبداللہ کی اولاد تھے۔ بنو ناصران کی نسل سے ہیں۔ جس زمانے میں زید الفار بصرے کا والی تھا اس نے ابن عباس کے گھروں کو جلا ڈالا تھا اور اُن کے نخلستانوں کو بھی نذرِ آتش کر دیا تھا۔ اسی (ظلم کی) بنا پر اسے ''زید الفار'' کہتے ہیں۔ بعد میں انھیں گرفتار کر کے مرو لے گئے اور مامون کے زہر سے شربتِ شہادت نوش کیا۔ ان کے چار بیٹے تھے جن سے ان کی اولاد آگے چلی۔ حسن اور ان کی اولاد کا قیام قیروان میں تھا۔حسین محدث بھی ان کی اولاد میں سے تھے۔تفروین، جعفر بارجان، بنوصعب اور بنومکارم، موسیٰ اصم بن عبداللہ کی نسل سے ہیں۔

شعبہ سوم۔ امام موسیٰ کاظم کے چار بیٹے کثیر الاولاد تھے۔ امام علی رضا، ابراہیم مرتضیٰ، محمد عابد اور جعفر۔

جعفر کو احراری کہتے تھے، ان کی اولاد کو حواریون اور شجریون بھی کہتے ہیں۔ موسیٰ اور حسن سے جعفر کی اولاد پھیلی۔ موسیٰ کی اولاد میں حسن الحق تھے اور حسن، محمد ملیط کے والد تھے۔ملیط کو عددی غلبہ حاصل ہوا، گویا اہل ایران سب عرب تھے جنھیں حجاز اور عراقِ عرب کی قوت وشوکت حاصل تھی۔ محمد عابد کی اولاد ابراہیم حجاز سے پھیلی۔ ان کے تین بیٹے تھے۔محمد جابری، احمد مقصرین اور علی۔ سرجان اور کرمان میں آلِ ہرو، آل ابی الفائز اور بنومزن علی کی باقیات تھے۔ آل ابی الحرث

احمد بن محمد جابری سے ہیں اور آلِ ابی الحمرا محمد کی نسل سے ہیں۔ احمد اور علی کی اولاد ایک دوسرے سے علاحدہ ہوگئیں۔ ابراہیم اصغر کے جن کا لقب مرتضیٰ تھا، دو بیٹے تھے۔ موسیٰ ابوسبحہ اور جعفر۔ موسیٰ، محمد اور علی سے جعفر کی اولاد چلی جو بلادِ ربقاع میں منتشر ہوگئی تھی۔ (ابراہیم اصغر کے پہلے بیٹے) ابوسبحہ موسیٰ کے آٹھ بیٹے تھے۔ چار بیٹوں کی اولادیں قلیل اور چار کی کثیر تھیں۔ مقلون میں (کم اولاد والوں میں) عبیداللہ اور ان کی اولاد بصرے اور مکے میں تھی۔ عیسیٰ کی اولاد فارس میں آباد ہوئی۔ علی کی اولاد دینور اور شیراز میں تھی۔ ابوعلی صبیح اور ابوالفضل انھی کی نسل سے تھے۔ جعفر کی اولاد ترید میں تھی۔ مکثرون میں (کثیر اولاد والوں میں) ایک محمد اعرج تھے، ان کی اولاد موسیٰ ابرش سے چلی، ان کی باقیات میں ان کے تین بیٹے تھے۔ ابو طالب محسن جن کی اولاد بصرے میں تھی۔ ابومحمد حسین موسیٰ ابرش بغداد کے نقیب النقبا تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے، محمد رضی اور علی مرتضیٰ علاّم الہدیٰ۔ علاّم الہدیٰ کا مرتبہ علوم میں نہایت بلند تھا۔ تاریخ کی بعض کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ علاّم الہدیٰ کے کتب خانے میں اسی ہزار مجلد کتابیں تھیں۔ ابوعبداللہ احمدین کی اولاد بھی بہت تھی۔ شام کے نقیب ابو البرکات، نجم الشرف، اور بنی الموسون کے جدابوالمظفر ہبۃ اللہ اُن کے اہل بیت تھے۔ دوسرے احمد الموسون الاکبر تھے، ان کی باقیات حسین وحی سے تھی۔ ابراہیم اور علی احول تھے۔ علی احول کی نسل سے رافع تھے۔ نبی الدرف، ابراہیم کی نسل سے تھے۔ حسین وحی کی اولاد میں ابن طلیع تھے۔ سید محمد احمد رفاعی انھی حسین کی نسل سے تھے۔ تیسرے ابراہیم عسکری تھے۔ بنوالممتع انھی کی باقیات ہیں۔ مشہد کے بنوالحسن بھی ان کی نسل سے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ جس زمانے میں یہ فقیر مشہد میں امام رضا علیہ السلام کے روضۂ متبرکہ کے طواف سے مشرف ہوا، اس زمانے میں سید اجل نقیب اجل واعظم تھے۔ ان سے پہلے سید رضی الملت والدین نقیب تھے، اس کے بعد نقابت منتقل ہوگئی، جن کے پیشرو سید قاضی تھے۔ پھر سید مذکور سے سید تاج الدین کے بھائیوں کو ملی، ان سے سید شہاب الملت والدین کو پہنچی۔ آخر میں سید محمد دلقندی نے اس امر کا آغاز کیا۔ مشہد کے نقیبوں نے فرزند اعز قدوۃ الآفاق سید عبدالرزاق کے نسب کے بارے میں دریافت کیا۔ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ساداتِ جبل عبدالرزاقیہ سلسلے سے ہیں۔ سید تاج الدین نقیب نے فرمایا، جی ہاں! ہماری والدۂ عفیفہ کی نسبت بھی سادات صالحون تک پہنچتی ہے پھر اس نسبت کی تفصیل بیان کی جو لطیفۂ سابق میں مذکور ہوچکی ہے۔

ابراہیم کی اولاد کے بعضے لوگ ابرفوہ میں تھے۔ چوتھے حسین قطعی تھے۔ ان کی نسل بہت تھی اور مشہور بھی تھی۔ ابی الحسن علی الدیلمی کی اولاد ابی الحارث محمد سے چلی۔ حسین اشقر، حسن برکہ، ابوبقین بجابر اور آل ابو السعادات ابی الحارث کی نسل سے ہیں۔ حسین اشقر کی نسل سے حیدر بن حسن تھے۔ ہبۃ اللہ جو دمشق میں تھے حسن برکہ کی اولاد میں سے تھے۔

شعبہ چہارم[1] امام علی رضا، رضی اللہ عنہ کی اولاد

آٹھویں امام کے جس قدر مناقب اور مراتب ہیں ان کی تفصیل بارہ اماموں کے ذکر میں وقت کی مناسبت سے آئے گی۔ بیت:

ورنہ سزا وارِ خداوندیش
کس نہ تو اند کہ بجا آورد

ترجمہ: آپ کی آقائی کے لائق جو آداب ہیں انھیں بجا لانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔
حضرت کے پانچ بیٹے تھے۔ محمد، حسن، جعفر، ابراہیم اور حسین۔ ان بزرگوار نامدار فرزندوں میں ان کے جانشین محمد تقی تھے۔

شعبۂ پنجم۔ امام محمد تقی کی اولاد

خلیفہ مامون (عباسی) نے جب امام محمد تقی کی ذات میں علم وادب اور فضل وکرم کا کمال دیکھا تو اپنی بیٹی ام الفضل کو ان کے نکاح میں دے کر مدینۂ طیبہ بھیج دیا۔ ان کی کرامتیں اور ان کی مراتب حد بیان سے باہر ہیں۔
ان کے دو بیٹے تھے۔ علی ہادی اور موسیٰ مبرقع۔ موسیٰ مبرقع نے بمقام قُم وفات پائی۔ ان کی اولاد کو رضوی کہتے ہیں اور یہ حضرات زیادہ تر قم ہی میں آباد ہیں۔ فی زمانہ ان میں سے ایک جمعیت الگ ہوگئی ہے موسیٰ مبرقع نے کہا تھا، جب زیارت کرنے والے جمع ہوجائیں تو میری اولاد کو مشہد مقدس لے جائیں۔ اس کے باشندوں پر سلام ہو۔ احمد ان کی (موسیٰ کی) اولاد تھے۔ مشہور نساب کہتے ہیں کہ محمد بن موسیٰ بھی ان کی باقیات میں تھے۔ نبی الحساب کے نسب نامے ان ہی سے پیوستہ ہیں۔ محمد اعراج، احمد بن موسیٰ کی اولاد میں تھے اور بقیہ اولاد بھی ان کی نسل سے ہے جو سدہور کے قریوں میں آباد ہے۔

شعبۂ ششم۔ امام علی ہادی کی اولاد

حضرت امام علی ہادی کے تین بیٹے تھے۔ حسن، حسین اور جعفر، ان کی اولاد دو بیٹوں حسن اور جعفر سے آگے بڑھی۔ جعفر کی

---

[1] مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۳۳۰، سطر ۱۴ میں شعبۂ چہارم کا عنوان امام موسی کاظم کی اولاد کے لیے قائم کیا ہے۔ یہاں صفحہ ۳۳۲ پر دوبارہ شعبۂ چہارم کا عنوان امام علی رضا کی اولاد کے لیے قائم کردیا ہے، حالاں کہ اس کا عنوان ''شعبہ پنجم ہونا چاہیے تھا۔ یہ غلطی آخری امام تک قائم رہتی ہے۔ شعبۂ اوّل امام زین العابدین سے شروع ہوتا ہے اس اعتبار سے بارہویں امام تک نو شعبے ہوں گے۔ بہر حال مترجم نے کسی ردوبدل کے بغیر اصل متن کی عبارتوں اور عنوانات کا ترجمہ کیا ہے۔

کنیت ابوعبداللہ تھی اور کذاب کے لقب سے ملقب ہوئے کیوں کہ انھوں نے اپنے بھائی کی وفات کے بعد امامت کا دعویٰ کیا تھا۔ انھیں ابو الکبرین کہتے ہیں۔ ان کے ایک سو بیس بیٹے بیٹیاں تھیں۔ ان کی اولاد چھ فرزندوں سے تھی، جن میں بعض قلیل الاولاد اور بعض کثیر الاولاد تھے۔ ان کے بیٹے اسمٰعیل حریفا، طاہر، یحییٰ صوفی، ہارون، علی اور ادریس تھے۔ ناصر اور ان کے بھائی محمد ابو البقا، اسمٰعیل کے فرزند تھے۔ طاہر کے بیٹے ابو الغنائم دقائق اور ابو العلی دلال تھے۔ ابو الفتح نساب، یحییٰ صوفی کی نسل سے تھے۔ ان کے پس ماندگان مصر میں تھے۔ چند سادات کے گھرانے بلاد شام میں تھے جو ہارون بن جعفر کی اولاد تھے۔ محمد نازوک جن کی اولاد کو بنی نازوک کہتے ہیں علی بن جعفر کی نسل سے ہیں۔ ادریس بن جعفر کی اولاد کو قواسم کہتے ہیں جو قاسم بن ادریس (بن جعفر) کی باقیات ہیں۔ قاسم بن ادریس ہی کی نسل سے بنو قلنات، بدروز، بنی کعب اور مواجد ہیں۔

شعبۂ ہفتم۔ امام حسن ذکی کی اولاد کا ذکر جو گیارہویں امام تھے۔

ان کے فضل وادب اور کمالات کی تشریح استعداد سے دور ہے

مصرع:

ہرچہ گویندو صفِ اودر جنب او کمتر بود

(جو کچھ اس کی تعریف میں کہا جائے، اس کی ذات کے اعتبار سے کم ہی ہوگا)

تاہم ان کے فضائل بارہ اماموں کے ذکر میں بیان کیے جائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ان کے ایک بیٹے محمد مہدی تھے اور حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ جب یہ فقیر سلطان السلاطین ابراہیم خلد اللہ ملکہ، کے عہد حکومت میں جونپور اور وہاں کے اکابر واشراف نے اس فقیر کو اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا تو حضرت میر صدر جہاں نے بعض سادات کے نسب سے متعلق استفسار کیا۔ وہ سادات ہند کی اکثریت کو مجہول النسب کہتے تھے اسی کے ساتھ ساتھ بعض خاندان سادات کے صحیح النسب پر بے حد اصرار کرتے تھے۔

ہندوستان میں بشمول دیگر خاندان، قصبہ کنتور کے سادات کو صحیح النسب کہتے ہیں۔ اسی طرح حضرت میر سید ماہر وجو اودھ کے خطے میں مدفون ہیں ان کی اولاد اور باقیات اودھ کے علاقے میں آباد ہے۔ علاقہ بہرائچ کے دونوں فرقے ایک سلسلے سے منسلک ہیں۔ جونپور کے نواح میں مہووہ گاؤں کے سادات معروف ہیں۔ موضع سکندر پور کے سادات کے بارے میں، جہاں حضرتؒ کبھی کبھی تشریف فرما ہوتے تھے، زیارت مزارات کے وقت فرماتے تھے کہ اس قصبے کے سیدوں کی سیادت وطہارت کی خوشبو مزار کی روحانیت سے آتی ہے۔ سادات بخاریہ کے حسب ونسب میں کسی کو کلام کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ مصرع:

نیست کسرا در لطافت او سخن

(اس کی پاکیزگی میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے)

حضرت میر سید علاء الدین جیوریؒ کا سلسلۂ نسب نہایت پاکیزہ اور صحیح ہے۔ سادات گردیز ہندوستان کے بعض قریوں میں آباد ہیں۔ کڑہ اور مانک پور کے سید اسی خاندان سے ہیں۔ ایک خانوادہ سرہند میں ہے۔ دیگر سادات ہندوستان کے اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت جانتا ہے۔ البتہ سادات حسینیہ کے سلسلے سے ایک جماعت جونپور میں ہے، اللہ تعالیٰ نقصان سے اس کی حاظت کرے۔ فرزند اعزار شد علی الاطلاق مشہور النسب سید عبدالرزاق سے متعلق یہ تحقیق معرض تحریر میں آئی۔

شعبۂ ہشتم۔ امام محمد بن الحسن کے ذکر میں

امام محمد بن الحسن بارہویں امام ہیں۔ مشہور اقوال کے مطابق ان کی کنیت ابو القاسم ہے۔ امامیہ حضرات کے واضح قول کے مطابق ان کا لقب، حجت، قایم، مہدی، منتظر اور صاحب الزماں ہے۔ ان ہی کے مذہب کے مطابق وہ بارہ اماموں کے خاتم ہیں اور سردابہ میں مستور (پوشیدہ) ہیں۔ وہ اپنے مقررہ وقت پر خروج کریں گے لیکن اہل سنت وجماعت کے ایمہ کا مذہب یہ ہے کہ مہدی آخر الزماں اپنے وقت پر سلسۂ اطہر حیدریہ سے تولد ہوں گے۔ ان کی ولادت کے زمانے میں بہت سی نشانیاں ظاہر ہوں گی جیسے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں ظاہر ہوئیں۔ ہر سال ان کی ہدایت کے ثمرات نمایاں ہوں گے، حتیٰ کہ ساری دنیا کے اطراف اور ملک ان برج فلک کو اٹھائیں گے اور ان کی سلطنت قائم ہوگی جس کی شرح تفصیل سے لطیفۂ اوّل میں مذکور ہوچکی ہے۔''